اینق. جیر ۷

پانچ شد

باسمه تعالی

فهرستبرگه منابع چاپ سنگی ـ اداره مخطوطات

شماره ثبت: ۱۵۷۱۸

رده‌بندی دیویی: ک ستر/م ۵۷۴ الف ۱۳۵۸ ۲۹۷/۳۵۷ مرجع ☐

سرشناسه: اصفهانی، ابوالحسن، ۱۲۴۶-۱۳۲۴.

عنوان قراردادی: مناسک حج. فارسی

عنوان: مفید الحاج به ضمیمهٔ تکمله مناسک

شرح پدیدآور:

کاتب: تاریخ کتابت:

محل نشر: بمبئی ناشر: [بی‌نا] تاریخ نشر: ۱۳۵۸ ق

صفحه شمار: ا ج (۱۶۰)، ۳۴ ص مصور☐ درسی☐ گراور یا افست☐

زبان: اردو ابعاد: ۱۲×۱۸ نوع خط: نستعلیق

روش تهیه: وقفی☐ اهدایی☐ خریداری☑ ارسالی☐

واقف: خریداری تاریخ ثبت: مهر ۱۳۲۹

یادداشتها: مترجم ضمایم: تکمله مناسک از جانب مترجم.
در انتهای کتاب حقیقت نامه رساله مفید الحاج و تکمله مناسک آورده شده است.

موضوع(ها): ا.حج. ۲. حج ــ رساله عملیه.

شناسه(های) افزوده: الف. کشمیری، علی حسن، مترجم. ب. عنوان
ج. عنوان: تکمله مناسک. د. عنوان: مناسک حج.
فارسی.

فهرستگار: شیبانی تاریخ فهرستگاری: دی ۸۷

C٧٤٤
اسید زدایی شد
۸۶/۹/۱۵
۲۹۷٫۳۵۷
اص-م

کتابخانه آستان قدس

اسم کتاب مفید الحاج اردو
مصنف مترجم میرزا علی حسن کشمیری
مؤلف
خطی نستعلیق
چاپی
سال چاپ یا تحریر ۱۳۵۸ عدد اوراق
جزء کتب خمسه شماره ۱۵۷۱۸
شمارهٔ عمومی ۱۷۵۷۹ شمارهٔ قبض
واقف عزیزایی تاریخ وقف مهر (۱۳۲۰)
طول ۱۸ عرض ۱۲ گنجه

سال ۱۳۴۸ خورشیدی بازبینی شد

اسید زدائی شد
تاریخ ۷/۲/۳۰

سال ۱۳۴۸
بازبینی شد

نقل توثیق سرکار
حجۃ الاسلام ملاذ الانام
آقائے الحاج شیخ محمد حسن نجفی امام جمعہ و
جماعت مسجد خوجہ اثنا عشری بمبئی مد ظلہ العالی
بدوام الایام واللیالی۔ بسمہ تعالیٰ۔

قیمت رسالہ ہذا معہ تکملہ مناسک
مجلد ۱۲/
غیر مجلد ۱۰/ علاوہ محصول ڈاک

رسالہ مفید الحاج

کہ ترجمہ مناسک حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام آقائے آقا سید ابو الحسن مجتہد اصفہانی مد ظلہ العالی است و جناب مستطاب تقوی شعار خیر الحاج والعمار اجل امجد قدوۃ الاماثل آقائے مولوی مرزا علی حسن صاحب کشمیری سلمہ اللہ تعالیٰ بکمال سلامت بیان آنرا ترجمہ نمودہ و منتہائے کوشش را در ترجمہ آں مرعی داشتہ از برائے اردو زبان رسالہ الیست پاکیزہ و مناسکیست لغایت مفید و مخصوصاً ترجمہ مذکورہ از حج تمتع تا بہ انتہائے رسالہ از نظر این جانب گذشت و آں را با اصل رسالہ مطابق یافتم امید وارم کہ برادران دینی ازان انتفاع بردہ و مترجم مشار الیہ را از دعائے خیر فراموش نہ فرمایند۔

محمد حسن النجفی

نقل خاتم شریف

محمد حسن النجفی

ملنے کا پتہ:- ملا سراج علی جوہری بلڈنگ سنڈہرسٹ روڈ ڈونگری بمبئی
پوسٹ ۹/!

(حقوق طبع بحق مترجم محفوظ)

(بمبئی پریس بلاسس روڈ میں طبع ہوا)

صورۃ توثیق آقائے نامدار حجۃ الاسلام آقائے آقا
حاج سید حسن الموسوی الاصفہانی امام جماعت
مسجد ایرانیان بمبئی ادام اللہ ایام افاضاتہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمداً وصلوٰۃً وتسلیماً وبعد مخفی نماند کہ جناب مستطاب زبدۃ الافاضل
وقدوۃ الاماثل فخر الحاج والعمار وغرہ ناصیۃ الابرار والاخیار آقائے آقا مرزا
علی حسن صاحب کشمیری وفقہ اللہ تعالیٰ لکل خیر خدمتے بزرگ انہ برائے
شیعیان اردو زبان کہ حاج ومعتمر ند نمودہ وآں آنست کہ مناسک جناب
حجۃ الاسلام والمسلمین وآیۃ اللہ تعالیٰ فی العالمین آقائے آقا سید
ابوالحسن اصفہانی مدظلہ العالی. ترجمہ بسیار لطیفے نمودہ انداز فارسی وعربی
بہ اردو والحق والانصاف زحمت کشیدہ اند وحقیر از اول کتاب تا
آخر عمرہ تمتع بااصل مناسک فارسی مطابق یافتہ۔

جزاہ اللہ تعالیٰ عن المومنین خیراً وانا الاحقر

حسن الموسوی
الاصفہانی

قُلْ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا

رسالۂ شریفہ

سال ۱۳۴۸ خورشیدی
بازبینی شد

مُفیدُ الحاج

ترجمہ اردو

مناسک حجۃ الاسلا[م] افقہ الفقہاء زبدۃ العلماء ظہیر الملۃ والدین
آیۃ اللہ فی العلمین آقای (سیّد ابوالحسن) الموسوی
الاصفہانی ادام اللہ ظلہ العالی (در ماہ ج ۲ ۱۳۵۸ھ)

اس رسالہ کے مترجم صاحب کے اہتمام سے پرنٹر وپبلشر نے
بمبئی پریس بلاسس روڈ میں چھپوا کر
شائع کیا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین وعترتہ الطاہرین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدآئہم اجمعین من یومنا ھٰذا الیٰ یوم الدّین؛

امّا بعد الواح صافیہ برادران ایمانی اور خواطر ذاکیہ اخلائے روحانی پر مخفی نہ رہے کہ رسالہ مناسک حج موافق فتوائے آقائے **حجۃ الاسلام** ملاذ الانام آقا سید ابوالحسن اصفہانی متع اللہ المومنین بطول بقائہ جو زبان فارسی میں تھا اُس رسالہ کو حسب فرمائش بعض مومنین خیر اندیش کمترین نے زبان اُردو میں ترجمہ کرکے شائع کیا تاکہ فائدہ اسکا عام ہو لہٰذا **مفید الحاج** کے نام سے موسوم کیا خداوند عالم کے فضل و کرم سے امید ہے کہ یہ رسالہ اسم بامسمّیٰ ہو اور عامّہ مومنین کو وہ مالک حقیقی توفیق دے کہ وہ اس سے فائدہ حاصل کریں؛ وباللہ التوفیق وبہٖ نستعین

اُمّید وار دعا

اقل الحاج والزائرین مرزا علی حسین بن المرحوم اخوند مرزا قاسم علی مؤلف نہر المصائب وغیرہ غفر اللہ لہما؛

آغاز کتاب

جاننا چاہیئے کہ حج الاسلام جو بشرائط مقررہ تمام عمر میں مکلّف پر ایک مرتبہ واجب ہے، اُس کی تین قسمیں ہیں، حج تمتع، حج افراد، حج قِران۔ ہم لوگوں پر زیادہ تر حج تمتع واجب ہوتا ہے، لہٰذا اسی کے متعلق مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔ حج تمتع کے دو جز ہیں۔ ایک جز عمرۂ تمتع جو پہلے ہوتا ہے، دوسرا جز حج تمتع۔ اگر کسی عذر کیوجہ سے عمرۂ تمتّع پہلے نہ ہو سکے تو حج اُس کا حج افراد ہو جائے گا اور بعد حج کے اُسے عمرہ بجالانا ہوگا جسکا بیان آگے ہوگا۔ انشاء اللہ

اور ہر مکلّف پر واجب ہے کہ قبل حج شروع کرنے کے اُس کے اجزا کو جان لے، جسطرح سے لازم ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے نماز کے ارکان کو مثل رکوع و سجود وغیرہ کے جانتا ہو، پس حج تمتع کی اجمالی صورت یہ ہے:

پہلے میقات یا محاذات میقات سے عمرۂ تمتع کا احرام باندھے جسکا بیان انشاء اللہ آگے ہوگا۔ پھر مکّہ معظمہ میں داخل ہو کر سات شوط یعنی سات

چکر طواف خانۂ کعبہ بجالائے، پھر دو رکعت نماز طواف مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر پڑھے۔ پھر درمیان صفا و مروہ کے سات شوط سعی کرے یعنی سات دفعہ صفا سے مروہ تک راہ چلے اس طرح سے کہ صفا سے مروہ تک چلنا ایک اور مروہ سے صفا تک چلنا دوسرا پھیرا محسوب ہوتا ہے، اسکے بعد پھر تقصیر کرے یعنی کچھ بال یا ناخن کاٹے اب جو چیزیں حالت احرام میں حرام ہو گئی تھیں پھر حلال ہو جائیں گی۔ اس عمرہ کو عمرۂ تمتع اس لئے کہتے ہیں کہ بعد عمرہ کے حاجی حلال چیزوں سے نفع اُٹھا سکتا ہے۔ اور اس کے حج کو حج تمتّع کہتے ہیں۔ پھر جب نویں تاریخ قریب ہو تو احرام حج تمتع کیلئے باندھے جس کی تفصیل انشاءاللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔ اور عرفات کی طرف روانہ ہو جو مکّہ سے بمسافت چار فرسخ راہ کے واقع ہے۔ وہاں نویں تاریخ ظہر کے وقت سے غروب آفتاب تک ٹھہرنے کی نیت کرے کہ یہ وقوف یعنی ٹھہرنا حج کا رکن اعظم ہے۔ اور بعد غروب کے مشعر الحرام میں آئے اور وہاں شب گذارے اور طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک یہاں

ٹھہرنے کی نیّت کرے جو کہ دوسرا رکن ہے۔ پھر منیٰ میں آوے وہاں تین امر واجب ہیں پہلے جمرۂ عقبہ کو سات سنگریزے مارنا دوسرے قربانی کرنا، تیسرے سر منڈانا یا بال یا ناخن کترنا اس کے بعد باقی مناسک بجالانے کے لئے پھر مکّہ آئے پس طواف زیارت اور نماز طواف اور سعی بجالائے جسطرح سے عمرہ میں بجالایا تھا۔ پھر طواف نسا اور نماز طواف نسا مقام ابراہیمؑ پر بجالائے پھر منیٰ میں واپس آئے۔ گیارہویں اور بارہویں شب رہنے کے لئے اور گیارہویں اور بارہویں دن تینوں جمروں کو سات سات سنگریزے مارے[ع] پہلے جمرۂ اولیٰ کو پھر جمرۂ وسطےٰ کو پھر جمرۂ عقبہ کو پھر بعد ظہر کے مکّہ واپس آئے بعد اس کے اعمال و مناسک حج سے فارغ ہے۔

ع دو شخصوں کو تیرہویں شب بھی منیٰ میں رہنا اور تیرہویں دن جمرات ثلثہ کو سات سات سنگریزے مارنا بھی واجب ہے ایک تو وہ شخص جس نے حالت احرام میں [illegible] عورت [illegible] دوسرے [illegible] کفارہ [illegible] واجب ہوا [illegible] فصل میں آئے گا۔ منہ

پس اگر کوئی شخص کہ جسپر حج واجب ہو ان امور سے جاہل ہو ابتدائے احرام میں لیکن قصد رکھتا ہو کہ جسطرح سے رسالہ میں لکھا ہے بجالاؤنگا اور رسالہ اُس کے پاس ہو، یا یہ قصد رکھتا ہو کہ رفقا میں جو کوئی اہل علم ہوگا جس طرح سے وہ بجالائے گا میں بھی بجالاؤنگا، ظاہراً عمل اُس کا صحیح ہے جیساکہ بعض روایات سے پایا جاتا ہے۔

حج تمتّع کا بیان مجملاً تمام ہوا تفصیل اس کی اس طرح سے ہے کہ، پہلے افعال حج تمتع میں سے عمرہ ہے جیساکہ ذکر ہوا۔ اور واجبات عمرہ پانچ ۵ ہیں، اور واجبات حج پندرہ ۱۵ ہیں، لہٰذا عمرہ و حج کے بیس ۲۰ واجبات ہوئے جسکا بیان دو باب اور بارہ فصل میں کیا جاتا ہے۔

باب اوّل

عمرہ کے افعال میں جس کی پانچ فصلیں ہیں، فصلؔ اول عمرہ کے احرام کے بیان میں، جسکے کئی مقصد ہیں، **مقصد اوّل** اُن چیزوں کا بیان جو قبل احرام کے اور حالت احرام میں اور بعد احرام

کے مستحب اور مکروہ ہیں۔ پسؔ مستحب ہے کہ پہلے احرام کے مہیّا ہو احرام کے لئے اس طرح سے کہ موچھیں اور لوؤں کی اصلاح کرے اور ناخن اور موئے بغل دور کرے اور موئے زیر ناف نورے وغیرہ سے دور کرے اور جسم کو صاف اور پاک کرے اور غسل احرام کرے۔ پسؔ اگر بعد غسل کے سِیا ہوا کپڑا پہنے یا خوشبو سونگھے یا کوئی ایسی چیز کھائے جو محرم کو کھانا جائز نہیں ہے تو اعادہ غسل سنّت ہے، اور میقات پہونچنے کے قبل غسل کرنا جائز ہے خصوصاً جب اندیشہ ہو کہ پانی میقات میں نہ ملے گا، پس اگر غسل کو میقات پہونچنے کے پہلے کیا اور میقات پہونچکر اتفاقاً پانی مل گیا تو سنّت ہے کہ پھر سے غسل کرے۔ اور اگر صبح کو غسل کرے تو شب تک کافی ہے۔ اسی طرح سے اگر شب کو غسل کرے تو صبح تک کافی ہے بلکہ جب تک حدث صادر نہ ہو کافی ہے پس اگر حدث صادر ہو تو اعادہ غسل کرے اور غسل کرنے کے وقت یہ دُعا پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لِیْ نُوْرًا وَّطَھُوْرًا وَّحِرْزًا

وَاَمْنًا مِنْ كُلِّ خَوْفٍ وَشِفَآءً مِنْ كُلِّ دَآءٍ وَسُقْمٍ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي
وَطَهِّرْ قَلْبِي وَاشْرَحْ لِي صَدْرِي وَاَجْرِ عَلٰى لِسَانِي
مَحَبَّتَكَ وَمِدْحَتَكَ وَالثَّنَاءَ عَلَيْكَ فَاِنَّهُ لَا قُوَّةَ
لِي اِلَّا بِكَ وَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّ قِوَامَ دِيْنِي اَلتَّسْلِيْمُ لَكَ
وَالْاِتِّبَاعُ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ ؛

اور جب جامۂ احرام پہنے ایک کو لنگ قرار دے دوسرے کو
ردا ایس کہے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَزَقَنِي مَا اُوَارِي بِهٖ عَوْرَتِي وَاُؤَدِّي
بِهٖ فَرْضِي وَاَعْبُدُ فِيْهِ رَبِّي وَاَنْتَهِي فِيْهِ اِلٰى مَا اَمَرَنِي اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِي قَصَدْتُهٗ فَبَلَّغَنِي وَاَرَدْتُهٗ فَاَعَانَنِي وَقَبِلَنِي
وَلَمْ يَقْطَعْ بِي وَوَجْهَهٗ اَرَدْتُ فَسَلَّمَنِي فَهُوَ حِصْنِي وَ
كَهْفِي وَحِرْزِي وَظَهْرِي وَمَلَاذِي وَرَجَائِي وَمَنْجَايَ
وَذُخْرِي وَعُدَّتِي فِي شِدَّتِي وَرَخَائِي ؛

اور مستحب ہے کہ بعد نماز کے احرام باندھے ۔ اور افضل ہے
کہ بعد فریضہ ظہر کے اور اگر ممکن نہ ہو تو دوسرے کسی فریضہ کے

بعد احرام باندھے، اور یہ بھی نہ ممکن ہو تو اور کوئی نماز قضا کے بعد اور
اگر نماز قضا ممکن نہ ہو تو چھ رکعت نماز کے بعد اور کم سے کم دو رکعت
کی بعد کہ پہلی رکعت میں بعد الحمد کے سورہ توحید اور دوسری رکعت
میں سورہ جحد پڑھے، جب نماز سے فارغ ہو اور چاہے کہ احرام
کی نیت کرے تو حمد وثنائے الٰہی بجالائے اور حضرت محمد وآلِ
محمد صلی اللہ علیہم پر صلوات بھیجے اور چاہیے کہ یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ اَنْ تَجْعَلَنِي مِمَّنِ اسْتَجَابَ
لَكَ وَاٰمَنَ بِوَعْدِكَ وَاتَّبَعَ اَمْرَكَ فَاِنِّي عَبْدُكَ
وَفِي قَبْضَتِكَ لَا اُوْقٰى اِلَّا مَا وَقَيْتَ وَلَا اٰخُذُ اِلَّا
مَا اَعْطَيْتَ وَقَدْ ذَكَرْتَ الْحَجَّ فَاَسْئَلُكَ
اَنْ تَعْزِمَ لِي عَلَيْهِ وَعَلٰى كِتَابِكَ وَسُنَّةِ
نَبِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَتُقَوِّيَنِي عَلٰى
مَا ضَعُفْتُ عَنْهُ وَتُسَلِّمَ لِي مَنَاسِكِي فِي يُسْرٍ مِنْكَ وَعَافِيَةٍ وَاجْعَلْنِي مِنْ
وَفْدِكَ الَّذِي رَضِيْتَ وَارْتَضَيْتَ وَسَمَّيْتَ وَكَتَبْتَ
اَللّٰهُمَّ اِنِّي خَرَجْتُ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيْدَةٍ وَفَجٍّ عَمِيْقٍ

وانفقت مالی ابتغاء مرضاتک اللهم فتمم لی حجتی
وعمرتی ؛ پس بقصد نیت پڑھے :-

اللهم انی ارید التمتع بالعمرة الی الحج علی کتابک
وسنة نبیک صلواتک علیه واله فان عرض
لی عارض یحبسنی فحلنی حیث حبستنی بقدرک
الذی قدرت علی اللهم ان لم تکن حجة
فعمرة احرم لک شعری وبشری ولحمی ودمی
وعظامی ومخی وعصبی من النساء والثیاب
والطیب ابتغی بذالک وجهک والدار
الآخرة ؛ اور جب احرام کی نیت کرے تو سنت ہے کہ
نیت کی لفظیں زبان پر جاری کرے اسطرح سے۔ احرام عمرہ
تمتع حجة الاسلام کا بجالاتا ہوں میں واجب قربة الی اللہ پس فوراً بلا
فاصلہ کہے :-

لبیک اللهم لبیک لبیک لا شریک لک
لبیک[1] ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک

[1] چار تلبیہ تک واجب ہے اس کے بعد سنت ہے - ۱۲ منہ

لک لبیک[1] ذا المعارج لبیک لبیک داعیاً الی
دار السلام لبیک لبیک غفار الذنوب لبیک
لبیک اهل التلبیة لبیک لبیک ذا الجلال والاکرام
لبیک لبیک تبدأ والمعاد الیک لبیک
لبیک تستغنی ویفتقر الیک لبیک لبیک
مرغوباً ومرهوباً الیک لبیک لبیک اله
الحق لبیک لبیک ذا النعماء والفضل والحسن
الجمیل لبیک لبیک کشاف الکرب العظام لبیک
لبیک عبدک وابن عبدیک لبیک لبیک
یا کریم لبیک ؛ اور سنت ہے کہ یہ فقرات بھی پڑھے:-

لبیک اتقرب الیک بمحمد وال محمد لبیک
لبیک بحجة او عمرة لبیک لبیک وهذه عمرة
متعة الی الحج لبیک لبیک اهل التلبیة
لبیک لبیک تلبیة تمامها وبلاغها علیک

اور مرد کو سنت ہے تلبیہ کا بلند آواز سے کہنا اور نیند

[1] یہاں سے سنت ہے - ۱۲ منہ

سے جاگتے وقت اور ہر نماز واجب وسنت کے بعد اور
اونٹ پر سوار ہوتے وقت اور جبکہ اونٹ اُٹھے اور جبکہ
سوار یا پیادہ کسی ٹیلہ پر چڑھے یا نیچے اُترے اور جبکہ کسی
سوار یا پیادہ حاجی سے ملاقات ہو تلبیات مذکورہ کا پڑھنا
سنت ہے۔ اور وقت سحر بہت پڑھتا رہے۔ ہر چند
جنب یا حائض بھی ہو اور تلبیّات عمرۂ تمتع میں پڑھتا جائے
جب تک کہ عمارات مکّہ پر نظر پڑے۔ اس کے بعد تلبیّات
ترک کرے اور حج میں ظہر روز عرفہ تک پڑھتا رہے اور عمرۂ
مفردہ میں اگر بیرون مکّہ سے آئے تو جب تک وارد حرم ہو
اور اگر مکّہ سے فقط احرام باندھنے کے لئے باہر گیا ہو تو جبتک
نظر کعبہ شریفہ پر پڑے تلبیّات بند نہ کرے۔ اور جاننا چاہیئے
کہ جامۂ سیاہ میں احرام کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ بعض علماء کے
نزدیک مطلقاً رنگین کپڑے میں احرام مکروہ ہے لیکن
بعض اخبار معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سبز کپڑے میں مکروہ
نہیں ہے۔ اور زرد فرش اور زرد تکیہ پر اور بعضوں کے

نزدیک سیاہ پر بھی سونا مکروہ ہے۔ اور اسی طرح سے میلے
فرش اور میلے تکیہ پر بھی سونا مکروہ ہے۔ اور اگر حالت احرام
میں میلے ہوئے ہوں تو بہتر یہ ہے کہ جب تک محل نہ ہو
نہ دھوئے۔ اور احوط یہ ہے کہ بقصد زینت بلکہ مطلقاً مہندی
نہ لگائے اور بہتر یہ ہے کہ قبل احرام کے اتنی مدّت سے
مہندی لگانا ترک کرے کہ جتنی مدّت اثر اس کا باقی رہتا ہو
تاکہ حالت احرام میں اثر بھی اُس کا باقی نہ رہے۔ اور مکروہ
ہے حمام میں داخل ہونا اور بدن کو ملوانا اور کسی کے آواز دینے
پر لبّیک کہنا۔ اور مکروہ ہے خوشبودار چیزوں کا استعمال
کرنا بلکہ ترک اس کا احوط ہے۔ اور بعضوں نے سر کا سدر و
خطمی سے دھونا بھی کراہت میں الحاق کیا ہے۔ اور مکروہ
ہے بدن کا آب سرد سے دھونا اور زیادہ مسواک کرنا اور
زیادہ منہ چلانا اور کشتی کرنا۔

مقصد دوم :- مواقیت احرام کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ احرام باندھنے کی جگہ کو میقات کہتے ہیں

اور یہ مقامات مختلف ہیں۔ پس جو شخص مدینہ سے آتا ہو میقات اُس کا مسجد شجرہ ہے جسکو ذوالحلیفہ کہتے ہیں اور ضرورت کے وقت جائز ہے کہ احرام میں تاخیر کرے میقات اہل شام تک کہ جحفہ ہے رابغ کے نزدیک اور جو راہِ عراق اور نجد سے وارد ہو میقات اُس کا وادی عقیق ہے۔ اس کی ابتدا کو مسلخ اور درمیان کو غمرہ اور آخر کو ذات عرق کہتے ہیں آخر اُسکا احرام گاہ عامّہ ہے اور افضل و بہتر ہے کہ مسلخ سے احرام باندھے۔ اگر بطور یقین کے معلوم ہو اور اگر یقین نہ ہو تو تاخیر احوط ہے یہانتک کہ یقین حاصل ہو کیونکہ وادی عقیق بہت بڑا میدان ہے اور احوط یہ ہے کہ ذات عرق پہنچنے کے قبل احرام باندھ لے بلکہ بعض علمار ہمارے تاخیر کو جائز نہیں جانتے ہیں اور اگر تقیّہ کی وجہ سے تاخیر کرنا ضرور ہو جائے تو قبل ذات عرق پہنچنے کے نیّت احرام کر لے اور تلبیات کو آہستہ پڑھے اور سِیا ہوا لباس بھی اگر تقیّہ کی وجہ سے نہ نکال سکے تو بعد کو فدیہ دے جیسا کہ

آگے ذکر ہوگا۔ انشاء اللہ اور ذات عرق پہنچکر فوراً لباس دوختہ اتار کر جامۂ احرام باندھ لے اور ظاہر کرے کہ اب احرام باندھا۔ اور جو شخص طائف کی راہ سے آوے اُسکا میقات قرن المنازل ہے اور جو شخص یمن کی راہ سے آئے اُسکا میقات یلملم ہے جو ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اور جو کوئی راہِ شام سے جائے میقات اُسکا جحفہ ہے بتقدیم جیم معجمہ۔ اور جاننا چاہیئے کہ ان مقامات کا علم اور یقین حاصل ہونا ضرور ہے اور اگر یقین حاصل نہ ہو تو جو ان مقامات کے پہچاننے والے ہوں ان سے دریافت کرکے ظن کا کافی ہونا بھی بعید نہیں ہے اور جس شخص کی سکونت مکہ کے قریب ان مواقیت سے زیادہ نزدیک ہو تو میقات اُسکا گھر اُسکا ہے۔ اور جو شخص ایسی راہ سے عبور کرے کہ جس راہ میں کوئی میقات نہ ہو تو جو میقات جہاں محاذات میں واقع ہو وہاں سے احرام باندھے اور محاذات کا دار و مدار عرف پر ہے یعنی عرف عام میں جس کو کہیں کہ محاذات ہے۔ پس جبکہ کوئی شخص دریا میں یا خشکی میں

کسی سواری پر قطع مسافت کر رہا ہو یہانتک کہ داہنے یا بائیں
طرف سے مرور کی حالت میں ایسی جگہ پہنچے کہ اگر وہاں سے
خط کھینچا جائے تو سیدھا میقات تک پہنچے اور اگر کچھ بھی
آگے بڑھ جائے تو میقات پیچھے رہجائے۔ پس وہی محاذات
ہے اور مسافت طے کرنے میں راہ کے پھیر پھار سے کبھی
ایسا بھی ہوتا ہے کہ محاذات دو جگہ یا زیادہ میں حاصل ہو اور
میقات ایک ہی ہو مثلاً دریائے عمّان اور دریائے ہند
سے جو حاجی وارد جدّہ ہوتے ہیں وہ لوگ دو جگہ میں یلملم
کے محاذی ہوتے ہیں ایک تو دریا میں جانب شمال مائل بمشرق
داہنی طرف واقع ہے دوسرے جدّہ میں جنوب کی طرف
مائل بمشرق واقع ہے اور ان دونوں مقاموں کی مسافت
مکہ معظمہ سے بقدر دو منزل کے واقع ہے۔ ایسی صورت
میں جبکہ موضع محاذات کئی ایک ہوں ظاہر یہ ہے کہ حاجی
مخیّر ہے جہاں سے چاہے احرام باندھے۔ لہٰذا حاجیان
دریائی مخیّر ہیں چاہے تو جدّہ پہنچنے کے قبل دریا ہی سے

احرام باندھیں چاہے جدّہ پہنچکر احرام باندھیں۔ البتہ دریا سے
احرام باندھنے میں کچھ دقّتیں ضرور درپیش ہیں، ازانجملہ حاجی کو خود
علم نہیں ہوتا اور فقط کپتان کے خبر دینے سے کوئی اعتبار نہیں
کرسکتے ہیں خاصکر جہاز کی تیز رفتاری سے ظن حاصل نہیں
ہوسکتا ہے کیونکہ جب کپتان خبر دے اس کے بعد جب
حاجی احرام باندھے یہ بھی ممکن ہے کہ اتنی دیر میں محاذات
سے نکل جائے، ازانجملہ مسافت طے کرنے میں سایہ سے
بچنا بھی مشکل ہے اور دوسری دقتیں بھی مدّنظر ہیں جیسے
طہارت وغیرہ کا مشکل ہونا، لہٰذا ایسی حالت میں احوط یہ
ہے کہ جدّہ پہنچنے کا انتظار کرے وہاں پہنچکر احرام باندھے
اور اس مطلب کی تفصیل اگلے رسالہ کے مسائل متفرقہ میں
گذری جو چاہے اُس میں دیکھ لے اور باوجود ان سب
باتوں کے احوط یہ ہے کہ کسی میقات ہی پر جاکر احرام
باندھے، اگرچہ مکّہ جاکر پھر میقات گاہ میں جاوے لیکن
اگر مکّہ جانا چاہے تو عمرۂ مفردہ کے قصد سے احرام باندھے

اور مکہ پہنچکر عمرۂ مفردہ کے مناسک پورے کر کے محل ہو کر اب قرن المنازل جا کر عمرۂ تمتّع کیلئے احرام باندھے، اور جاننا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص اپنی میقات سے احرام باندھنا بھول جائے یا اور کوئی عذر درپیش ہو جس سے احرام نہ باندھ سکے تو بعد یاد آنے یا عذر برطرف ہونے کے اگر ممکن ہو تو پھر اُسی میقات پر واپس آئے اور اگر ممکن نہ ہو تو جہانتک ہو سکے میقات ہی کے قریب آئے بنا بر احوط اور وہاں سے احرام باندھے خصوصاً زنِ حائض جو کہ جاہل مسئلہ ہونیکے سبب میقات سے احرام نہ باندھے، چنانچہ اس بارے میں نصِّ صحیح بھی وارد ہے، اور اگر بالکل میقات کی جانب لوٹنا ممکن نہ ہو تو اُسی مقام سے احرام باندھے، البتہ اگر بعد دخول حرم کے عذر برطرف ہو، پس صورت امکان میں واجب ہے کہ احرام باندھنے کے لئے حرم سے باہر آئے نہ ممکن ہو تو اپنی جگہ سے احرام باندھے اور اگر احرام کو بھول جائے اور تمام واجبات بجالانے کے بعد یاد آئے تو کچھ علماء اس عمرہ

کو باطل جانتے ہیں اور بعضے صحیح جانتے ہیں اور یہ قول بعید نہیں ہے مگر احوط بطلان عمرہ ہے اور اگر کوئی شخص عمداً احرام نہ باندھے بعد اس کے میقات تک واپس آنا ممکن نہ ہو تو اقوٰی یہ ہے کہ عمرہ فاسد ہے اگرچہ اس صورت میں احوط یہ ہے کہ جس جگہ سے ممکن ہو احرام باندھ لے۔ مثل اُس شخص کے جو بھول گیا ہو پس احرام باندھ کر عمرہ بجالائے اور بعد کو قضا کرے لیکن ایسی صورت میں اگر جاہل مسئلہ ہو تو اقوٰی یہ ہے کہ عمرہ صحیح ہے۔ اور جاننا چاہیئے کہ احرام میں طہارت حدث اکبر و اصغر سے شرط نہیں ہے پس جنب و حائض و نفساء کا احرام بھی صحیح ہے بلکہ غسل احرام بھی حائض و نفساء کو مستحب ہے۔

مقصد سوم:۔ واجبات احرام میں اور جو کچھ متعلق احرام کے ہے۔ پس واجبات احرام تین ہیں:۔

پہلے:۔ نیّت اسطرح سے کہ قصد کرے احرام باندھتا ہوں میں عمرہ تمتّع کا فرض حجۃ الاسلام سے واسطے فرمانبرداری خداوند عالم کے واجب قربۃً الی اللہ۔ اور احرام باندھنے سے

مقصود یہ ہے جیسا کہ بعض علماء نے ذکر کیا ہے اپنے نفس کا کچھ امور کے ترک کرنے کا پابند کرنا تکہ جاکر امور معلومہ بجالانے کے لئے جس کا ذکر آگے ہوگا۔ پس نیّت کے ساتھ ضمناً اُن امور کے ترک کرنے کا قصد کرلینا چاہیئے۔

دوسرے:۔ چار تلبیّہ پڑھنا اور واجب صرف ایک ہی دفعہ ہے اور صورت اسکی بنابر احوط بلکہ اصح یہ ہے:۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ:

اور صحیح طریقہ سے ان فقرات کا پڑھنا واجب ہے جس طرح سے نماز میں صحیح طریقہ سے قرأت حمد و سورہ کا پڑھنا واجب ہے۔ اور احوط و اولیٰ یہ ہے کہ اِنَّ کے ہمزہ کو کسرہ اور وَالْمُلْکَ کے کاف کو فتحہ سے پڑھے اور اگر وَالْمُلْکَ کے بعد لَکَ بھی کہے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ اور کتنے مرتبہ تلبیّہ کہنا سنّت ہے اسکا ذکر ہو چکا ہے۔

اور جاننا چاہیئے کہ جو شخص نہ جانتا ہو اس کو سیکھنا واجب ہے پڑھا ہوا ہو تو کتاب میں دیکھ کر صحیح طور سے سیکھے نہیں تو دوسرا کوئی سکھاوے اور اگر کسی طرح سے سیکھنا ممکن نہ ہو تو چاہیئے کہ جسطرح سے کہہ سکتا ہو زبان سے ادا کرے اور ترجمہ بھی اُس کا زبان سے کہے۔ اور اس لئے نائب بھی کرے:

تیسرے:۔ قبل نیّت اور تلبیّہ کے واجب ہے دو کپڑے احرام کے بدن پہ ڈالے اسطرح سے کہ ایک ٹکڑے سے ناف اور زانو کے درمیان میں ستر کرے بطریق لنگ کے جسکو ازار کہتے ہیں اور دوسرے ٹکڑے کو مثل ردا کے دونوں کندھوں پہ ڈالے اور ظاہراً مشہور یہ ہے کہ یہ دو جامے احرام کے باندھنا اور لباس دوختہ اُتارنا شرط احرام نہیں ہے اگرچہ واجب ہے اور بعض علماء کے اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ لباس دوختہ اُتارنا شرط احرام ہے۔ پس احوط یہ ہے کہ قبل نیّت و تلبیّہ کے لباس دوختہ اُتار کر احرام باندھ لے اور جامۂ احرام میں شرط

یہ ہے کہ ایسا کپڑا ہو جسمیں نماز صحیح ہو سکے پس لباس ریشمی اور
اُس حیوان کے رونگٹوں اور بالوں کا بُنا ہوا لباس جسکا گوشت
کھانا حرام ہے اور وہ لباس جسمیں نجاست غیر معفو لگی ہوئی
ہو احرام کے لئے کافی نہیں ہے۔ اسی طرح سے کافی نہیں
ہے وہ لُنگ باریک کہ جس سے بشرہ دکھائی دے
اور اس شرط کی رعایت ردا میں بھی کرنا احوط ہے اور یہ
بھی احوط ہے کہ ان دونوں جاموں کو اگر نجس ہوں تو احرام
کی ہر حالت میں پاک کر لے یا بدل ڈالے بلکہ اولیٰ و احوط
یہ ہے کہ اگر بدن میں نجاست لگی ہو تو فوراً وہ بھی دور کر لے
اور عورت کے احرام کو بھی بعض علمار نے حریر خالص سے
منع کیا ہے یہ احوط ہے اور قوّۃ سے خالی نہیں ہے بلکہ
بعض کی احتیاط ہے حال احرام میں عورت کبھی خالص
ریشمی لباس نہ پہنے اور یہ حکم قوت سے خالی نہیں
ہے اور احوط یہ ہے کہ پوست کی جنس سے بھی نہ ہو یعنی
کسی حیوان کے چمڑہ کا وہ جامہ نہ ہو، بنا بر اس کے کہ عرف

عام میں اُس کو کپڑا نہیں کہتے اور اسی طرح سے بنا ہوا ہونا چاہیئے
مثل نمد کے نہ ہو لیکن اقویٰ یہ ہے کہ نمد کے مثل بھی جائز ہے

مقصد چہارم:- اُن چیزوں کے بیان میں جو حالتِ احرام
میں حرام ہیں۔ جب معلوم ہوا کہ حقیقت احرام کی اپنے نفس کو اُن
امور سے بچانا ہے کہ جنکا ذکر آگے ہوگا۔ پس ضرور ہوا اُن امور
کو جاننا بلکہ احوط یہ ہے کہ نیّت احرام سے قبل اُن اُمور کے
ترک پر آمادہ ہو جائے تا بر وقت نیّت قصد اُن اُمور کے
ترک کرنے کا کر سکے البتہ ہر ایک امر کا تفصیل وار دل میں لانا
لازم نہیں ہے صرف اتنا قصد کافی ہے کہ امور معلومہ جو حالت
احرام میں حرام ہیں اُن سے اپنے تئیں بچاؤں گا اور وہ چوبیس
امر ہیں؛ پہلے شکار صحرائی جو کہ وحشی ہو مگر اس صورت میں کہ اُس
سے خوف ضرر ہو اور شکار کے گوشت کا کھانا اور اُس کو اپنے
قبضہ میں پھنسا کے پابند کر کے رکھنا بھی حرام ہے اگرچہ قبل
احرام کے اُس کا مالک ہوا ہو اور اپنے ہمراہ بھی لایا ہو اور شکار
کے لئے کسی کی اعانت کرنا بھی حرام ہے (مثلاً شکار کا راستہ بتانا

یا انگلی سے شکار کی طرف اشارہ کرنا، یا آلات شکار کسی کو بقصد شکار دینا وغیرہ) لیکن دریائی شکار میں کچھ حرج نہیں ہے، مقصود دریائی شکار سے وہ حیوان ہے جس کے انڈے بچے دریا ہی میں پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح سے مرغ خانگی اور گاؤ و گوسفند و شتر اہلی وغیرہ میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور جو شکار حرام ہے اُسکا انڈا بچہ بھی حرام ہے اور اگر محرم شکار کو ذبح کرے تو بنا بر مشہور کے محرم اور محل دونو کے لئے مردار ہے اور ٹڈی بھی شکار صحرائی کے حکم میں ہے۔

دوسرے:۔ عورت سے جماع کرنا اور بوسہ لینا اور اُس سے ہنسی و دلگی کرنا اور بنگاہِ شہوت اُس کی طرف دیکھنا بلکہ مطلقاً عورت سے کوئی بات شہوت کے ساتھ کرنا یا اور کسی قسم سے لذّت حاصل کرنا۔ اور جاننا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص قبل میں یا دبر میں جماع کرے عورت سے یا پناہ بخدا مرد سے لواطہ کرے جان بوجھ کر نادانی سے اور سہواً نہیں پس اگر عمرہ میں قبل سعی کے ایسی حرکت کرے تو عمرہ اُس کا

فاسد ہے پس ایک شتر کفّارہ دے اور عمرہ کو تمام کرے پھر اُس عمرہ کو از سرِ نو بجالائے اگر عمرہ تمتّع ہے تو قبل حج کے بجالائے اور اگر وقت تنگ ہو تو حج اُسکا حج افراد ہو جائیگا پس بعد حج کے عمرۂ مفرّدہ بجالائے اور احوط یہ ہے کہ سال آئندہ حج کا اعادہ کرے اور اگر بعد سعی کے ایسی حرکت کرے تو فقط کفّارہ واجب ہے اور وہ ایک شتر مالدار کیلئے اور متوسط کیلئے ایک گائے اور مفلس و نادار کے لئے ایک گوسفند ہے اور اگر ایسا فعل احرام حج میں کر بیٹھے پس اگر دونوں وقوف کے قبل ہو تو حج فاسد ہے اجماعاً یعنی اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے، پس واجب ہے کہ اس حج کو تمام کرے اور دوسرے سال حج بجالائے اور اگر بعد وقوف عرفہ اور قبل وقوف مشعر کے ایسا کرے تو بنا بر اشہر کے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر دونوں وقوف کے بعد ہو تو حج اُسکا صحیح ہے حسب مذکور فقط کفّارہ دے اگر طواف النساء کے پانچ شوط نہ کئے ہوں بنا بر احوط کے اور اگر پانچ شوط کر چکا ہو تو کفّارے کی ضرورت نہیں ہے

بنا بر اظہر و اشہر کے اگرچہ جب بھی کفّارہ احوط ہے اور اقویٰ یہ ہے کہ اگر طواف نساء نصف سے تجاوز کیا ہو تو کفّارہ واجب نہیں ہے مگر احوط ہے اور عورت کو بوسہ دینے کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر از روئے شہوت بوسہ دے تو کفارہ میں ایک اونٹ دے اور اگر بغیر شہوت کے دے تو ایک گوسفند دے اور بعضے مطلقاً کفارہ میں ایک اونٹ کہتے ہیں اور یہ احوط ہے اور پہلا قول اقویٰ ہے اور اگر غیر عورت کی طرف عمداً دیکھے بنظر شہوت اور انزال بھی ہو جائے تو کفارہ میں اُس کے اگر ممکن ہو تو ایک شتر ہے نہیں تو ایک گائے اور جو یہ بھی نہ ہو سکے تو ایک گوسفند دے احتیاطاً اور صورت مذکورہ سے اپنی حلیلہ کی طرف نظر کرے تو جب بھی بنا بر مشہور کے حسب مذکور ایک شتر کفارہ دینا ہوگا اور اگر کوئی عورت سے دستبازی کرے اور انزال نہ ہو تو بعضے کفّارہ میں ایک گوسفند کہتے ہیں اور انزال ہو تو ایک شتر لازم ہے۔

تیسری ؛۔ مُحرِم کو عقد و نکاح کرنا عورت سے اپنا یا دوسرے کا خواہ وہ دوسرا محرم ہو یا محل ہو اور اسی طرح سے کسی کے نکاح پر گواہ ہونا یا گواہی دینا اگرچہ قبل احرام کے گواہ ہوا ہو اور احوط یہ ہے کہ حالتِ احرام میں خواستگاری بھی نہ کرے مگر مطلقہ رجعیہ کی طرف رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح سے کنیز خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ استمتاع کے لئے بھی خریدا ہو البتہ اگر حالت احرام میں استمتاع مقصود ہو تو نہ خریدنا احوط ہے اسلئے کہ خرید کر مصرف میں لانا فعل حرام ہے اور بعضوں کے نزدیک اس قصد سے خریدنا بھی حرام ہے اور احوط یہ ہے کہ کنیز کی تحلیل اور قبول تحلیل بھی حالت احرام میں نہ کرے اور جاننا چاہیئے کہ اگر حالت احرام میں کوئی شخص کسی عورت کا نکاح کسی محرم مرد سے پڑھ دے اور محرم دخول کرے تو ہر ایک پر ایک ایک شتر کفارہ واجب ہے اور اگر دخول نہ کرے تو کفارہ واجب نہیں ہے نکاح پڑھنے والا محل ہو یا محرم صورت دخول میں اس پر بھی

ایک اونٹ کفارہ واجب ہے بلکہ عورت اگرچہ محل ہو مگر شوہر کا مُحرم ہونا جانتی ہو تو اُس پر بھی ایک اونٹ کفّارہ ہے۔

چوتھے:۔ استمنا یعنی منی نکالنا ہاتھ سے یا عورت کی ساتھ شوخی کرنے سے یا اور کسی طرح سے بعضے اس صورت کو مثل جماع کے مفسد حج جانتے ہیں اور بعضے کفّارے میں صرف ایک شتر کافی جانتے ہیں۔

پانچویں:۔ بوئے خوش کا استعمال کرنا مثل مشک، عنبر، زعفران، کافور وعود کے سونگھنا یا بدن پہ ملنا یا ایسی چیز مثل کپڑے وغیرہ کے پہننا جسمیں بوئے خوش ہو جبکہ اثر اُسکا باقی ہو اور اگر کھانے یا پہننے کی ضرورت ہو تو ناک کو پکڑ لے اور واجب ہونا تمام خوشبوؤں کے ترک کرنے کا احرم کی حالت میں احوط بلکہ خالی قوّت سے نہیں ہے اور زیادہ احتیاط خوشبودار میوے سونگھنے میں ہے مثل سیب اور بہی وغیرہ کے اگرچہ کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جیساکہ ظاہر بعض اخبار کا دونوں مطلب پہ دلالت کرتا ہے

اور مشہور یہ ہے کہ خلوق کعبہ یعنی وہ چیز جس سے کعبہ کو خوشبو کرتے ہیں بوئے خوش کے حکم سے مستثنیٰ ہے مگر چونکہ مشتبہ ہے اس لئے اس سے بھی بچنا چاہیئے اور صفا و مروہ کے درمیان بازار عطاران میں جو خوشبو آتی ہے اُس کو بھی مستثنیٰ کیا ہے اقویٰ یہی ہے لیکن احوط اجتناب ہے اُس سے بھی۔ اور کفّارہ خوشبو سونگھنے کا بھی ایک گوسفند ہے اور اقویٰ یہ ہے کہ بوئے بد کے سبب سے ناک پکڑنا بھی حرام ہے۔ البتہ دوڑ کر نکل جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

چھٹے:۔ سیا ہوا کپڑا پہننا یا سئے ہوئے کپڑے کے مشابہ مثل نمدی کپڑے کے پہننا یا بنیائن پہننا کہ جس کی بافتگی مثل سئے ہوئے کے ہو اور احوط یہ ہے کہ مطلقاً سئے ہوئے کپڑے سے پرہیز کرے اگرچہ تھوڑا سیا ہوا ہو یہانتک کہ جس ہمیانی میں رقم رکھتے ہیں احوط یہ ہے کہ وہ بھی سِی ہوئی نہ ہو۔ لیکن اقویٰ یہ ہے کہ ہمیانی کمر پہ

باندھنا جائز ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اس طرح سے باندھے کہ گرہ نہ لگنے پائے اور جو فتق کی بیماری کے لئے لنگوٹ کے مثل باندھتے ہیں اقویٰ یہ ہے کہ وہ بھی جائز ہے۔ لیکن احتیاطاً فدیہ دے جس طرح سے کپڑا پہننے کی ضرورت لاحق ہونے پر فدیہ لازم ہے کہ ایک گوسفند ہے۔ اور احوط یہ ہے کہ جامۂ احرام میں گرہ نہ لگائے خصوصاً ردا میں اور یہ بھی احوط ہے کہ سوئی یا لکڑی کے ذریعہ سے ردا کے دونوں سروں کو نہ ملائے۔ اور جاننا چاہیئے کہ لباس دوختہ مردوں کو حرام ہے عورتوں کو نہیں البتہ ہاتھوں میں دستانے پہننا۔ پس بہتر یہ ہے کہ اس سے عورتیں بھی پرہیز کریں بلکہ یہ اقویٰ ہے۔

ساتویں:۔ آنکھوں میں سرمہ سیاہ لگانا جس سے کہ زینت ہوتی ہو ہرچند زینت مقصود نہ ہو اور اسی طرح سے ایسا سرمہ کہ جسمیں خوشبو شامل ہو مثل مشک وغیرہ کے اگرچہ قصد زینت نہ کرے اور احوط یہ ہے کہ قصد زینت سے

مطلقاً سرمہ نہ لگائے خواہ سیاہ ہو یا سفید وغیرہ۔

آٹھویں:۔ آئینہ دیکھنا اور بعضوں کے نزدیک بغیر ضرورت عینک بھی نہ لگائے اور صاف پانی میں نظر بھی نہ کرے لیکن اقویٰ یہ ہے کہ دونوں جائز ہیں۔

نویں:۔ موزہ اور چکمہ اور جُرّاب کا پہننا اور جو چیز تمام پشت پا کو گھیر لے اُس کا پہننا مرد کیلئے بلکہ احتیاطاً عورت کے لئے بھی اور کپڑے یا ہاتھ یا اور کسی چیز سے پشت پا کو چھپانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور بعض علماء کے نزدیک پشت پا کے تھوڑے سے حصہ کو چھپانا بھی مثل کل کے ہے سوائے بند نعلین بھر جگہ کے اور دلیل اس کی ظاہر نہیں ہے مگر یہ کہ احوط ہے اور اقویٰ یہ ہے کہ جائز ہے اور اگر نعلین نہ ہونے کی وجہ سے موزے پہننے کی ضرورت لاحق ہو تو احوط یہ ہے کہ درمیان سے شگافتہ کر دے۔

دسویں:۔ فسوق اور فسوق سے مراد ہے جھوٹ

بولنا اور بعضوں کے نزدیک سباب یعنی کسی کو گالی دینا یا بُرا کہنا بھی فسوق میں داخل ہے اور بعضوں کے نزدیک مفاخرت یعنی خودستائی بھی شامل ہے اور بعضوں نے مفاخرت کو سباب میں شامل کیا ہے کیونکہ مفاخرت سے مقصود اپنے لئے خوبیوں کا اثبات اور دوسروں سے اُن خوبیوں کا سلب کرنا یعنی نہ چاہنا دوسروں میں ہے۔ یا دوسروں کے لئے برائیوں کا اثبات اور خود کو اُن برائیوں سے الگ جاننا مقصود ہے یہ سب بلاشبہہ حرام ہیں اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

گیارھویں: جدال یعنی لا واللّٰہ وبلٰی واللّٰہ کہتے ہوئے قسم کھانا اور احوط یہ ہے کہ مطلق قسم سے پرہیز کرے اور ضرورت کے وقت مثلاً جب قسم سے اثباتِ حق اور نفی باطل مقصود ہو جائز ہے۔ اور واضح ہو کہ اگر سچی قسم کھائے تو دو مرتبہ تک صرف استغفار کافی ہے لیکن تیسری مرتبہ ایک گوسفند کفارہ میں دے اور

اکثر اخبار دلیل ہیں اس بات پر کہ تین مرتبہ سے کم سچی قسم جدال نہیں ہے نہ یہ کہ جدال ہو اور کفارہ نہ ہو اور بنا بر مشہور کے ایک مرتبہ جھوٹی قسم کھائے تو ایک گوسفند اور دو مرتبہ کھائے تو ایک گائے اور جو تین مرتبہ کھائے تو ایک شتر کفارہ دے۔

بارھویں: جوں اور کھٹل وغیرہ جو حیوانات بدن یا کپڑوں میں انسان کے ساکن ہوتے ہیں ان کا مارنا اور مچھر وغیرہ کا مارنا بلکہ بہتر جگہ سے ہٹانا بھی حرام ہے البتہ اگر اُسجگہ سے بہتر اور محفوظ جگہ پر اُٹھا کے رکھ دے تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ اچھا ہے البتہ اونٹ کے جسم کے کیڑے اگر اپنے بدن میں آجائیں تو اُن کا دور کرنا جائز ہے بلکہ اونٹ کے جسم سے ہٹانا بھی جائز ہے۔ ہاں حلمہ یعنی بڑا کیڑا اونٹ کے جسم سے دور کرنا جائز نہیں ہے۔

تیرھویں: بقصد زینت انگوٹھی پہننا لیکن بقصد استحباب کچھ ضرر نہیں ہے۔ اور بعض علماء کے نزدیک حالتِ احرام میں بقصد زینت منہدی لگانا بھی حرام ہے بلکہ احرام کی

اتنی مدت قبل کہ وقتِ احرام تک اثر باقی رہے اور بعض علماء کے نزدیک مطلقاً مہندی لگانے میں احتیاط ہے خواہ بقصد زینت کے لگائے یا بغیر قصد زینت کے۔

چودھویں:۔ عورت کو بقصد زینت کے زیور پہننا اگر جس زیور کو ہمیشہ پہننے کی عادت ہو قبل احرام کے پس اُس کے پہنے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر شرط یہ ہے کہ قصداً مرد پر اُس زیور سے زینت کا اظہار نہ کرے۔

پندرھویں:۔ بدن پر روغن ملنا اگرچہ اُس روغن میں خوشبو نہ ہو علی الاحوط بلکہ علی الاقویٰ لیکن ضرورت کے لئے روغن ملنا جائز ہے۔ اسی طرح سے حرام ہے روغن ملنا قبل احرام کے جبکہ اُس روغن میں خوشبو ہو اور وہ خوشبو احرام تک باقی رہ سکے۔

سولھویں:۔ اپنے یا دوسرے کے جسم سے بالوں کا دور کرنا اگرچہ ایک ہی بال ہو دوسرا خواہ مُحرم ہو یا مُحل لیکن بوقت ضرورت مثل جوؤں کی کثرت یا دردِ سر سخت کے کہ

جو بغیر بال منڈائے نہ جا سکے یا آنکھ میں جو بال اذیت دیتا ہو اُس کو نکالنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وضو یا غسل کرتے وقت جو بے قصد کوئی بال ٹوٹ جائے اُس میں کوئی حرج نہیں ہے اور سر منڈانے کا فدیہ اگرچہ بضرورت ہو ایک گوسفند ہے یا تین دن روزے رکھنا یا دس ۱۰ مُد گندم صدقہ دینا دس ۱۰ مسکین کو اور بعض کے نزدیک بارہ ۱۲ مد چھ ۶ مسکین کو دینا چاہیئے۔ اور احوط گوسفند کا اختیار کرنا ہے اور دونوں بغلوں کے بال دور کرنے میں بھی یہی حکم ہے اور ایک بغل کے بال دور کرنے میں بھی احتیاطاً یہی حکم ہے بلکہ بنا بر اقویٰ کے واجب ہے اور اگر سر یا مُنہ پر ہاتھ پھیرنے سے کوئی بال ٹوٹ جائے تو ایک مٹھی گندم صدقہ دے۔

سترھویں:۔ مرد کو سر کا چھپانا اگرچہ مہندی اور مٹی سے چھپائے یا سر پہ کوئی بار اُٹھائے اور احوط و اولیٰ یہ ہے کہ کسی جزو بدن سے بھی سر نہ چھپائے مثل سر پہ ہاتھ رکھنے کے اگرچہ اظہر یہ ہے کہ جائز ہے اور کان بظاہر سر ہی میں محسوب ہیں اور تھوڑا حصہ بھی سر کا حکم میں تمام سر کے ہے لیکن

مشک کا دہانہ پیشانی سے لگانا یا درد سر کے لئے سر پہ رومال باندھنا مستثنیٰ ہے اور اظہر یہ ہے کہ مرد کیلئے مُنہ چھپانا جائز ہے۔ اور بنابر ایک قول کے منع ہے، اور یہ شاذ ہے۔ اور پانی وغیرہ میں غوطہ لگانا بھی سر چھپانے کا حکم رکھتا ہے اور سر چھپانے کا فدیہ ایک گوسفند ہے اور احوط یہ ہے کہ جتنی دفعہ سر چھپایا ہو اُتنی ہی دفعہ فدیہ دے۔ خاصکر جبکہ بے عذر ہو بالخصوص جب متعدّد جلسوں میں سر چھپایا ہو۔

اٹھارھویں:۔ عورتوں کو نقاب وغیرہ سے مُنہ چھپانا مگر جسقدر کہ نماز کے لئے اطراف چہرہ و پیشانی سے کوئی چیز باندھی جاتی ہے۔ وہ بھی بعد نماز کے فوراً ہٹالے اور نظر نامحرم سے بچنے کیلئے جائز ہے کہ گوشۂ چادر کو سر کے اوپر ٹھوڑی تک اسطرح لٹکائے کہ چہرہ یا ناک سے کپڑا نہ لگنے پائے بلکہ بعض علمار اسکو واجب سمجھتے ہیں۔ کہ ہاتھ یا لکڑی کے ذریعہ سے اُس کو دور رکھے کہ مثل نقاب کے نہ ہو جائے کہ چہرہ یا ناک میں لگے۔ ورنہ ایک گوسفند فدیہ واجب ہو جائیگا

اور یہ قول احوط بلکہ قوّة سے خالی نہیں ہے۔

اُنیسویں:۔ مرد کیلئے رفتار کی حالت میں سر پہ سایہ کرنا خواہ سواری میں ہو یا پیدل مثل محمل یا کجاوہ یا موٹر یا چھتری وغیرہ کے سایہ میں بنابر احوط کے اور احوط یہ ہے کہ محمل یا اُس چیز کے جو سر پہ نہو پہلو سے بھی راہ نہ چلے اگرچہ ایسے سایہ کا جائز ہونا قوّة سے خالی نہیں ہے اور کپڑے یا چھتری وغیرہ کے سایہ سے اجتناب لازم ہے اگرچہ سر پہ نہ ہو اور منزل پہ پہنچکر یہ سب سائے جائز ہیں ہر چند آمد و رفت اُس کی اپنے ہی امور کے لئے ہو اور قرار لیکر نہ بیٹھے اگرچہ احوط ترک ہے اور بہ وقت ضرورت واسطے شدّت گرما یا سرما یا بارش کے جائز ہے لیکن کفّارہ دینا چاہیئے اور عورتوں اور بچوں کے واسطے بغیر کفارہ کے جائز ہے اور سایہ کرنے کا کفّارہ ایک گوسفند ہے اور احوط یہ ہے کہ اگر ہو سکے تو ہر روز کے واسطے ایک کفارہ دے (مثلاً مسجد شجرہ سے احرام باندھ کر سایہ دار موٹر میں آوے تو احوط یہ ہے کہ جتنے دن راہ میں گذریں

اُتنے کفّارے دے اگر ممکن ہو اور نہ ہو تو ایک ہی کافی ہے انتہیٰ

بیسویں:۔ اپنے بدن سے خون نکالنا اگرچہ کھجانے یا مسواک کرنے سے نکلے جبکہ جانتا ہو کہ کھجانا یا مسواک کرنا خون نکلنے کا سبب ہوگا اور ضرورت کے وقت جائز ہے اور کفّارہ خون نکالنے کا بعض علمار کے نزدیک ایک گوسفند ہے اور بعض کے نزدیک ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

اکیسویں:۔ ناخن کاٹنا اگرچہ ایک ہی ٹکڑا کاٹے اور اگر ٹوٹے ہوئے ناخن سے تکلیف ہو تو کاٹنا جائز ہے مگر فدیہ دے اور فدیہ ایک پورے ناخن یا ٹکڑے کا ایک مدگندم ہے اور اگر ہاتھ پیروں کے ناخن ایک ہی جلسہ میں ایک ہی دفعہ کاٹے ہوں تو ایک گوسفند فدیہ دے اور ہاتھ کے ناخن تمام ایک جلسہ میں اور پیروں کے ناخن سب دوسرے جلسہ میں کاٹے تو دو گوسفند فدیہ لازم ہے۔

بائیسویں:۔ دانت کریدنا اگر خون نکلے کفّارہ اسکا بعض علمار کے نزدیک ایک گوسفند ہے اور یہ اولیٰ واحوط ہے

اور اگر خون نہ نکلے تو حرمت دانت کریدنے کی معلوم نہیں ہے

تیئیسویں:۔ اُس درخت وگھاس کا کاٹنا جو حرم میں اُگی ہو مگر جو درخت یا گھاس اُس کی منزل یا اُس کے مملوکہ گھر میں اُگے جبکہ منزل میں مدّت قیام میں اُگے یا گھر میں بعد ملک میں آنے کے اُگے یا خود ہی اُس کو بویا ہو اور اگر منزل میں پہلے سے اُگا ہوا ہو یا گھر میں قبل ملک میں آنے کے اُگا ہو اسکا توڑنا بھی حرام ہے اور اذخر جو ایک مشہور گھاس ہے اور درخت میوہ دار اور درخت خرما یہ سب مستثنیٰ ہیں اور درخت کاٹنے کا کفّارہ اگر بڑا ہے تو ایک گائے اور چھوٹا ہے تو ایک گوسفند اور درخت کی شاخ کو توڑنے یا نصف درخت توڑنے میں اُسکی قیمت کفارہ میں دے۔ اور گھاس کاٹنے میں کوئی کفارہ نہیں ہے بجز اس کے کہ استغفار کرے اور اونٹ کو چراگاہ میں گھاس کھانے کے لئے چھوڑ دینا جائز ہے لیکن خود اُسکے واسطے نہ توڑے۔ اور واضح ہو کہ یہ حکم حدّ حرم میں مُحِل کے واسطے بھی ہے مُحرِم کے لئے مخصوص نہیں ہے اور زمین پر

راہ چلنے میں اگر کوئی درخت یا گھاس ٹوٹ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

چوبیسویں:۔ ہتھیار باندھنا مثل تلوار یا نیزہ وغیرہ کے جو آلات حرب ہوں اور جبکہ ضرورت ہو تو جائز ہے اور احوط و اولیٰ یہ ہے کہ اپنے ہمراہ بھی ہتھیار نہ رکھے مثل اونٹ پر باندھ دینے کے لیکن حرام ہونا آلات حفظ کا مثل خود و زرہ کے معلوم نہیں ہے۔ واللہ العالم

فصل دوم طواف عمرہ میں اُسمیں تین مقصد ہیں

مقصد اوّل:۔ اُن امور کا بیان جو مکّہ اور مسجد الحرام میں داخل ہوتے وقت سنّت ہیں جب تک کہ ارادہ طواف کا کرے پس سنّت ہے کہ جب نزدیک حرم مکّہ کے پہنچے تو سواری سے اُتر کر غسل کرے اور جوتی ہاتھ میں لے اور پا پیادہ مکّہ کیطرف روانہ ہو اور اسی حالت میں داخل مکّہ معظمہ ہو۔ حدیث میں وارد ہے کہ جو کوئی خداوند عالم سے اس طرح عاجزی کر کے

اُس کے حرم میں داخل ہو تو وہ مالک وارحم الراحمین سو ہزار گناہ اُس کے مٹادیتا ہے اور سو ہزار نیکیاں اُسکے لئے لکھتا ہے۔ اور سو ہزار حاجتیں اُسکی بر لاتا ہے اور سنت ہے کہ حرم میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ فِیْ كِتَابِكَ وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ مِمَّنْ اَجَابَ دَعْوَتَكَ قَدْ جِئْتُ مِنْ شُقَّةٍ بَعِیْدَةٍ وَفَجٍّ عَمِیْقٍ سَامِعًا لِنِدَآئِكَ وَمُسْتَجِیْبًا لَكَ مُطِیْعًا لِاَمْرِكَ وَكُلُّ ذٰلِكَ بِفَضْلِكَ عَلَیَّ وَاِحْسَانِكَ اِلَیَّ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا وَفَّقْتَنِیْ لَهٗ اَبْتَغِیْ بِذٰلِكَ الزُّلْفَةَ عِنْدَكَ وَالْقُرْبَةَ اِلَیْكَ وَالْمَنْزِلَةَ لَدَیْكَ وَالْمَغْفِرَةَ لِذُنُوْبِیْ وَالتَّوْبَةَ عَلَیَّ مِنْهَا بِمَنِّكَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَحَرِّمْ بَدَنِیْ عَلَی النَّارِ وَاٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِكَ وَعِقَابِكَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؂

اور سنّت ہے کہ شہر مکّہ میں داخل ہوتے وقت پھر غسل کرے اگر ممکن ہو اور نہایت حضور قلب و آرام دل سے داخل ہو اور راہ بالائے مکّہ سے داخل ہو اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ حکم اُن لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو مدینہ کی راہ سے آتے ہیں اور بعض علماء مسجد الحرام میں داخل ہونے کے لئے پھر غسل سنّت جانتے ہیں اور چاہیئے کہ مسجد الحرام میں باب بنی شیبہ سے داخل ہو جو باب السّلام کے برابر ہے۔ پس جب باب السّلام سے داخل ہو تو چاہیئے کہ ستونوں سے نکلتا ہوا اُس ستون تک آئے جو مقابل میں باب بنی شیبہ کے ہے بہ آرام دل و تن و حضور قلب پس مسجد کے دروازے پر آئے اور پڑھے جیسا کہ خبر صحیح میں ہے:-

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَمَا شَاءَ اللهُ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَنْبِيَآءِ اللهِ وَرُسُلِهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؛

اور دوسری روایت میں ہے کہ یہ پڑھے:-

بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَمِنَ اللهِ وَاِلَى اللهِ وَمَا شَآءَ اللهُ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَخَيْرُ الْاَسْمَاءِ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَنْبِيَآءِ اللهِ وَرُسُلِهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ اَلسَّلَامُ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِكَ وَعَلٰى اَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ وَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

وَاستعملنی فی طاعتک ومرضاتک واحفظنی بحفظ الایمان ابدا ما ابقیتنی جل ثناء وجهک الحمد للہ الذی جعلنی من وفدہ وزوارہ وجعلنی ممن یعمر مساجدہ وجعلنی ممن یناجیہ اللھم انی عبدک وزائرک فی بیتک وعلی کل مأتی حق لمن اتی اوزارہ وانت خیر مأتی واکرم مزور فاسئلک یا اللہ یا رحمن بانک انت اللہ لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وبانک واحد احد صمد لم تلد ولم تولد ولم یکن لک کفوا احد وان محمدا عبدک ورسولک صلی اللہ علیہ وعلی اھلبیتہ یا جواد یا کریم یا ماجد یا جبار یا کریم اسئلک ان تجعل تحفتک ایای بزیارتی ایاک اول شیئ تعطینی فکاک رقبتی من النار۔

پس تین مرتبہ کہے:۔ اللھم فک رقبتی من النار۔

پھر کہے:۔ واوسع علی من رزقک الحلال الطیب وادرأ عنی شر شیاطین الجن والانس وشر فسقۃ العرب والعجم؛

پس مسجد میں داخل ہو اور کہے:۔ بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ۔

پس ہاتھوں کو اُٹھا کر منہ کعبہ معظمہ کی طرف کرے اور کہے:۔

اللھم انی اسئلک فی مقامی ھذا فی اول مناسکی ان تقبل توبتی وان تجاوز عن خطیئتی وان تضع عنی وزری الحمد للہ الذی بلغنی بیتہ الحرام اللھم انی اشھدک ان ھذا بیتک الحرام الذی جعلتہ مثابۃ للناس وامنا مبارکا وھدی للعالمین اللھم ان العبد عبدک والبلد بلدک والبیت بیتک جئت اطلب رحمتک واؤم طاعتک مطیعا لامرک راضیا بقدرک اسئلک مسئلۃ الفقیر الیک الخائف لعقوبتک اللھم افتح لی ابواب رحمتک واستعملنی لطاعتک ومرضاتک۔

پس کعبہ کی طرف خطاب کر کے کہے:۔

الحمد للہ الذی عظمک وشرفک وکرمک

وَجَعَلَكَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَاَمْنًا مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِيْنَ

پس جب نظر حجر اسود پر پڑے منہ اُسکی طرف کر کے کہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدٰانَا اللّٰهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِهٖ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِمَّا اَخْشٰی وَاَحْذَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَيُمِيْتُ وَيُحْيِیْ وَهُوَ حَیٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ كَاَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ وَسَلَامٌ عَلٰی جَمِيْعِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُؤْمِنُ بِوَعْدِكَ وَاُصَدِّقُ رُسُلَكَ وَاَتَّبِعُ كِتَابَكَ۔

پس نہایت حضور قلب سے روانہ ہو عذاب خدا سے ڈر کر قدم چھوٹے چھوٹے اُٹھائے جب نزدیک حجر اسود کے

پہنچے تو ہاتھوں کو اُٹھا کر حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اور حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجے اور کہے:۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ پس ہاتھ اور منہ اور تمام بدن حجر اسود سے ملے اور بوسہ دے اور بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو ہاتھوں کو اُس پر ملے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو اشارہ کرے اور کہے:۔

اَللّٰهُمَّ اَمَانَتِیْ اَدَّيْتُهَا وَمِيْثَاقِیْ تَعَاهَدْتُهٗ لِتَشْهَدَ لِیْ بِالْمُوَافَاتِ اَللّٰهُمَّ تَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَعَلٰی سُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰی وَعِبَادَةِ الشَّيْطَانِ وَعِبَادَةِ كُلِّ نِدٍّ يُدْعٰی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ::

اگر سب دعا نہ پڑھ سکے تو جسقدر پڑھ سکے پڑھے اور کہے:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ بَسَطْتُ يَدِیْ وَفِيْمَا عِنْدَكَ عَظُمَتْ رَغْبَتِیْ فَاقْبَلْ سُبْحَتِیْ وَاغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَمَوَاقِفِ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ::

مقصد دوم:- واجبات طواف اور اُس کے کچھ احکام کے بیان میں - جاننا چاہیئے کہ عمرہ تمتّع کا احرام باندھ کر جو مکہ میں داخل ہو اُس پر پہلا واجب طواف خانۂ کعبہ ہے اور طواف ارکان عمرہ سے ہے جو شخص عمداً وقوف عرفات کے قبل تک نہ کرے تو عمرہ اُسکا باطل ہے خواہ مسئلہ جاننے والا ہو یا جاہل مسئلہ ہو - اور ظاہراً حج اُس کا حج افراد ہو جائے گا - اور بنا بر اقوی سال آئندہ حج اُس پر واجب ہے برخلاف اُس شخص کے کہ حج تمتّع اُس کا بسبب کسی عذر کے حج افراد سے بدل جائے - جیسا کہ آگے ذکر ہو گا اور اگر کوئی شخص سہواً طواف ترک کرے تو جب یاد آ جائے فوراً بجا لائے اور اگر اپنے وطن میں پہنچ گیا ہو اور وہاں سے واپس آنا ممکن نہ ہو یا دشوار ہو تو نائب کرے اور سعی کو بجا لا چکا ہو تو اعادہ کرے اور مریض

کو اگر ممکن ہو کندھے پر یا کسی سواری پر طواف کرائیں ورنہ اُس کی طرف سے نائب کریں بعد اسکے معلوم ہو کہ واجبات طواف بارہ امر ہیں جس میں پانچ واجب شرائط ہیں جو حقیقت طواف سے خارج ہیں - اور سات امر واجب ہیں جو حقیقت طواف میں داخل ہیں -

شرط اوّل طہارت ہے حدث سے پس عمداً مُحدِث یعنی بے وضو و غسل وغیرہ طواف کرے تو باطل ہے اور اگر اس حالت میں غفلت سے طواف کرے جب بھی طواف اُسکا باطل ہے اور اگر اثنائے طواف میں حدث صادر ہو پس اگر ساڑھے تین شوط ہو چکے ہوں تو طہارت کر کے جہاں سے قطع کیا ہے اُسی جگہ سے شروع کرے اور باقی شوط بجا لا کر تمام کرے اور اگر نصف کے قبل حدث صادر ہوا ہو تو بعد طہارت کے طواف کو پھر سے بجا لائے اور یہ بھی معلوم ہو کہ طہارت کرنے میں حدث کے بعد شک واقع ہونا یا طہارت کر کے حدث میں شک ہونا قبل طواف کے

یا بعد میں یا اثنا میں وہی حکم ہے جو نماز کیلئے طہارت میں ہے
اور اگر وضو یا غسل کرنے میں عذر شرعی ہو تو واسطے طواف کے
تیمّم واجب ہے جسطرح سے نماز کیلئے ہے اور اگر پانی
یا وہ چیزیں کہ جن پر تیمّم جائز ہے ممکن نہ ہوں تو اُسکا حکم مثل
اُسکے ہے جس سے طواف نہ ہو سکے اور جب طواف سے
مایوس ہو جائے تو نائب کرے اور احوط یہ ہے کہ اگر جُنب
نہ ہو خود بھی طواف کرے جسطرح سے احوط یہ ہے کہ جنب
تیمّم کر کے جب طواف کرے تو نائب بھی کرے ۔ اور
زنِ حائض جس پر بوجہ عذر شرعی کے تیمّم واجب ہے وہ
مثل جُنب کے نہیں ہے بلکہ اس میں کچھ تفصیل ہے اور وہ
یہ ہے ۔ اگر قبل طواف عمرہ کے حائض ہو جائے اور جب
تک کہ حج تمام ہو اور حاجیوں کے وطن جانے کا وقت ہو
اُس وقت تک پاک نہ ہو اور پاک ہونے تک رہ بھی نہ
سکے تو چاہیئے کہ طواف عمرہ اور نماز طواف اور طواف حج
اور نماز طواف اور طواف لنسار اور نماز طواف لنسار کیلئے

نائب کرے باقی اُمور خود بجالائے اور اسی طرح سے اگر
طواف حج و طواف لنسار کے قبل حائض ہو جائے تو یہی حکم
ہے اور اگر قبل طواف عمرہ کے حائض ہو جائے اور اپنی
عادت کے موافق عرفات جانے کے پہلے پاک ہو جائے
تو پاک ہونے کا انتظار کرے اور بعد غسل کے خود ہی طواف
عمرہ وغیرہ بجالائے اگر اتفاقاً پاک نہ ہو یہانتک کہ عرفات
جانے کا وقت آجائے تو احرام عمرہ کو احرام حج مفردہ سے
بدل کر تمام مناسک حج بجالائے سوائے طواف اور نماز
طواف اور سعی اور طواف لنسار اور نماز طواف لنسار کے کہ یہ
سب بعد پاک ہونے کے بجالائے اور بعد حج کے عمرۂ مفردہ
کے لئے احرام باندھے اور اُس کے مناسک بجالا کر محل
ہو جائے یہ حج افراد اور عمرۂ مفردہ حج تمتع حجۃ الاسلام سے
بری ہونیکے لئے کافی ہے ۔ اور عمرۂ تمتّع سے فارغ ہونے کے
بعد عرفات جانے کے قبل اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ مشعر و
عرفات سے واپسی کے بعد حائض ہو جائے گی اور پاک ہونے

تک قیام بھی نہ ہو سکے گا کہ طواف حج اور طواف نسار بجالاسکے تو اُس کو چاہیئے کہ طواف حج و نماز طواف وسعی حج و طواف نسار و نماز طواف نسار عرفات و مشعر و منیٰ سے پہلے بجالائے کہ سوائے طواف کے مناسک حج و عمرہ میں حیض سے پاک ہونا ضرور نہیں ہے اور نماز جزء طواف ہے اور نماز میں بھی طہارت شرط ہے۔

شرط دوم طہارت بدن و کپڑوں کی ہے نجاست سے ہر چند ایسی نجاست ہو جو نماز میں معفو ہے مثل خون کمتر از درہم بغلی کے اور مثل زخموں کے خون کے علی الاحوط خصوصاً اُس قول کا ملاحظہ کر کے کہ مسجد میں مطلق نجاست کا داخل کرنا حرام ہے اگرچہ خلاف اسکے اقویٰ ہے اور اگر طواف کی حالت میں نجاست کا علم نہ ہو بعد طواف کرنے کے نجاست معلوم کرے اظہر صحت طواف ہے اور اگر اثنائے طواف میں نجاست کا علم ہو تو ایک جماعت علمار کا قول ہے کہ طواف کو قطع کرے اور ازالۂ نجاست کر کے باقی کو بجالا کر تمام کرے اور احوط

اعادۂ طواف ہے بعد تمام کرنے کے خصوصاً جبکہ فعل کثیر واقع ہوا ہو جو کہ موجب قطع طواف کا ہوا ہو اور چار شوط کے قبل ہوا ہو اور یہی حکم ہے جبکہ کپڑے یا بدن میں اثنائے طواف میں نجاست لگ جائے لیکن یہاں پر اظہر یہ ہے کہ طواف کو تمام کرنا کافی ہے اور اگر نجاست معلوم تھی لیکن بوقت طواف بھول گیا تو احوط یہ ہے کہ طواف کا اعادہ کرے۔

شرط سوم ختنہ کرنا ہے مردوں کے لئے بغیر ختنہ کئے ہوئے طواف باطل ہے اور عورتوں کیلئے طواف میں ختنہ کی ضرورت نہیں ہے اور نابالغ لڑکوں کے لئے ختنہ احوط ہے پس اگر نابالغ لڑکے بغیر ختنہ کئے حج کریں اور والدین یا مربّی اُنکو باقاعدہ مناسک حج کرائیں تو صرف طواف نسار اُنکا صحیح نہ ہوگا بعد بلوغ جب تک طواف نسار بجا نہ لائیں یا عذر کے موقع پر نائب نہ کریں تو عقد اُنکا صحیح نہ ہوگا اور عورت کسی طرح سے حلال نہ ہوگی۔

شرط چہارم چھپانا عورتین کا بنا بر احوط کے بلکہ اقویٰ ہے

اور اباحت یعنی لباس احرام کا مباح ہونا بھی شرط ہے غصبی نہ ہو
بلکہ بنا بر اُس حدیث کے کہ جس سے پایا جاتا ہے کہ طواف مثل
نماز کے ہے لباس مصلّی کی تمام شرائط طواف میں بھی سمجھ لے۔

شرط پنجم نیّت ہے اور نیّت اسطرح سے کرے
کہ طواف عمرہ تمتّع حج اسلام کا بجالاتا ہوں میں کہ سات مرتبہ
خانہ کعبہ کے گرد پھروں واجب قربۃً الی اللہ اس نیّت کو دل میں
طواف کے ختم ہونے تک باقی رکھے۔

بیان اُن واجبات کا جو طواف میں داخل ہیں

وہ سات ہیں۔

پہلا واجب شروع کرنا طواف کا حجر اسود سے اسطرح
سے کہ تمام بدن اُس کا تمام حجر سے مرور کرے مگر اس امر کا یقین
ہونا کہ تمام بدن تمام حجر سے گذرا بہت مشکل ہے لہذا محاذات
عرفی کافی ہے کہ جو جزء حجر اسود کا سب کے پہلے ہے اُسکو اپنے
بدن کے اُس جزء سے جو سب سے پہلے ہے محاذی قرار دے

اب کلام اس میں ہے کہ کونسا جزء انسان کا مقدم تمام اجزا پہ ہے
آیا ناک ہے یا پیر کا انگوٹھا ہے یا اور کوئی عضو ہے یہ ہر ایک انسان
کی خلقت کے موافق مختلف ہوتا ہے کسی کے پیر کا انگوٹھا آگے
ہوتا ہے کسی کی ناک آگے ہوتی ہے یہانتک کہ جو حضرات بہت
فربہ ہوتے ہیں اُن کے جسم کا پہلا جزء شکم ہوتا ہے غرض جسم
کے پہلے جزء کو محاذات میں رکھکر ابتدا طواف کی کرے اور
حجر اسود کا جزء اوّل چاندی کے ٹکڑے کے نیچے مخفی ہے اور
خوب واضح ہے کہ محاذات مذکورہ کا واقع ہونا بہت دشوار
ہے خاص کر اژدحام مردم کے وقت کہ جو قریب حجر اسود
کے پہنچنا بھی ایسے وقت بہت دشوار ہے اس واسطے اُس
جگہ دو پتھّر لگا دیئے ہیں کہ طواف کرنے والے اُن کے ذریعہ
سے محاذات کا علم یا مظنّہ حاصل کر سکیں لہذا اس مشکل کے
آسان ہونے کے لئے علمائے متاخرین کے چند اقوال
ہیں۔

پہلے یہ کہ حجر اسود سے ابتدائے طواف واجب ہے بضرور

نہیں ہے کہ حجر اسود کے اوّل سے ابتدا کرے۔

دوسرے یہ کہ محاذات عرفیہ کافی ہے یعنی عرف میں کہیں کہ مقابل اوّل حجر اسود ہے۔

تیسرے یہ کہ طواف کرنے والا پہلے سے نیّت کرے اور اُس نیّت کو باقی رکھے کہ تمام حجر اسود سے گذر جائے اور اسی طرح سے تمام بھی کرے کہ ذرا آگے بڑھ جائے اور کافی ہے نیّت کا یاد رکھنا حجر سے محاذات کے وقت اگر ذہن میں باقی رکھنا دشوار ہو تو بنا بر اس کے کہ نیّت داعی بالفعل ہے کوئی حرج نہیں ہے اور یہ اقویٰ و احوط ہے اس کی صحّت کی دلیل یہ ہے کہ بسند صحیح جناب رسولِ خداؐ نے سواری پر طواف فرمایا تھا۔

دوسرا واجب ختم کرنا ہے ہر شوط کا حجر اسود پر جسطرح سے شروع کرنا طواف کا کہ بکمال احتیاط تھوڑا پیچھے ہٹ کے نیّت کرے اور نیّت کو قائم رکھے یہانتک کہ محاذات حجر اسود سے تمام بدن یقیناً گذر جائے اسی طرح سے آخری

شوط میں کسی قدر آگے بڑھ جائے اور زائد کو من باب المقدمہ تصور کرے تو انشاء اللہ کافی ہے۔

تیسرا واجب یہ کہ ہر حال میں طواف کے خانہ کعبہ کو ہمیشہ بائیں جانب رکھے پس اگر کوئی شخص طواف کے کسی جزء میں خانۂ کعبہ کی طرف مُنہ کر دے ارکان کو بوسہ دینے یا اور کسی سبب سے یا حاجیوں کی کثرت کی وجہ سے رو بقبلہ یا پشت بقبلہ ہو جائے وہ جزء طواف میں محسوب نہ ہوگا واجب ہے کہ اُس جزء کا اعادہ کرے یہاں حجر اسمٰعیل کے دونوں گوشوں سے گذرنے میں مشکل واقع ہوتی ہے جبکہ طواف کرنے والا حجر اسود سے آئے اس حالت میں کہ خانۂ کعبہ اُس کے جانب چپ واقع ہو پس باب حجر سے سیدھا گذر جائے تو محاذات باب حجر کے وقت خانہ کعبہ بائیں جانب رہجاتا ہے اور پشت بقبلہ ہو جاتا ہے اگرچہ حجر اسمٰعیل اُس کے بائیں جانب ہو مگر حجر اسمٰعیل کعبہ نہیں ہے اس لئے بعض محتاطین اُس گوشہ کے قریب پہنچکر کسی قدر بائیں جانب مائل ہو جاتے ہیں تا کہ شانۂ چپ اُنکا

طواف میں کسی جگہ حدِ معین سے دور ہو جائے تو اُسقدر طواف کی حد سے خارج اور باطل ہے اور حجر اسمٰعیل کی حد خانۂ کعبہ سی تقریباً بیس ذراع ہے علی الاحوط بلکہ علی الاظہر پس محلّ طواف حجر کی طرف سے ساڑھے چھ ذراع سے زیادہ نہیں ہے پس اس حد سے جسقدر طواف میں دور ہو جائیگا طواف سی خارج اور باطل ہے اور اعادہ اُس جزء کا مطاف میں احوط بلکہ اظہر ہے۔

چھٹا واجب خانۂ کعبہ یا اُس چیز کی حد سے جو خانۂ کعبہ سے ملحق ہے باہر کو طواف کرنا چاہیے مثل اُس پشتہ کی جس کو شاذروان کہتے ہیں جو خانۂ کعبہ کے گرد ہے اُس کی بھی حد کے باہر سے طواف واقع ہونا چاہیئے پس اگر طواف کرنیوالا چلتے چلتے شاذروان پر پیر رکھدے یا اُس کی فضا میں ہاتھ رکھدے یا کوئی جزء بدن رکھدے وہ جزء طواف کا باطل ہے اُس کا اعادہ لازم ہے اسی طرح اگر حالت طواف میں حجر اسمٰعیل کی دیوار پر چڑھ جائے تو جب بھی وہ جزء طواف کا باطل ہے اسکا

بھی اعادہ لازم ہے بلکہ اولیٰ واحوط یہ ہے کہ اثنار طواف میں ارکان کو بوسہ دینے کے لئے بھی اپنے ہاتھ شاذروان تک نہ بڑھائے اسی طرح سے ہاتھ حجر اسمٰعیل کی دیوار پہ یا اُس کی فضا میں بھی نہ رکھے۔

ساتواں واجب یہ کہ سات شوط تمام کرے نہ کم کرے نہ زیادہ پس اگر ایک شوط یا ایک سے زیادہ عمداً کم کیا ہو اور فعل کثیر موالات کے خلاف واقع نہ ہوا ہو تو واجب ہے کہ تمام کرے اور اگر موالات فوت ہو گئی ہو تو طواف باطل ہے جسکا ذکر آگے آئیگا اور اگر سہواً کم کیا ہو تو مشہور یہ ہے کہ اگر نصف سے تجاوز کر چکا تھا تو باقی کو جب یاد آئے بجالائے اور اگر نصف تمام نہیں کیا تھا تو از سر نو طواف کرے اور اگر یاد نہ آئے یہانتک کہ وطن پہنچ جائے تو اُس طواف کے واسطے نائب کرے اور بعض کا قول ہے کہ اگر ایک شوط فراموش کر گیا ہو تو جب یاد آئے وہ ایک شوط بجالائے اور اگر ایک سے زیادہ فراموش کیا ہو تو از سر نو طواف کرے اور یہ قول

احوط ہے اور اس سے زیادہ احتیاط یہ ہے کہ تمام کرکے ہر حالت میں اعادہ کرے اگرچہ اقویٰ اس کے قبل کا قول ہے اور اگر ایک شوط یا اس سے کم یا بیش زیادہ کرے پس اگر بقصد لغویت ایسا کرے تو طواف میں کوئی خلل نہیں ہے خواہ یہ قصد پہلے سے ہو یا اثنا میں یا سات شوط تمام کرنے کے بعد ہو اور اگر دوسرے طواف کی جزئیت کا قصد کرے یعنی دوسرا طواف شروع کر دے تو یہ دو طوافوں کو ملا دینا ہے جو فریضہ میں حرام ہے بلکہ دونوں طواف باطل ہیں اور نافلہ میں مکروہ ہے اور اگر بقصد جزئیت طواف کے کرے پس اگر پہلے ہی سے یہ قصد تھا تو بے تامل پہلے ہی سے طواف باطل ہے اور اگر اثنا میں یہ قصد کرے تو اُسی وقت سے باطل ہے اور اگر آخر میں یہ قصد کرے تو مشہور ہے کہ جب بھی طواف باطل ہے اور یہ احوط ہے۔ یہ ایسا ہے کہ جیسے نماز میں کوئی رکعت زیادہ کر دے اور جب طواف عمداً کمی یا زیادتی کرنے سے باطل ہو تو اس بارے میں عالم بحکم اور جاہل کا ایک حکم ہے۔

اور اگر سہواً زیادہ کرے پس اگر ایک شوط سے کم ہو تو یاد آنے سے قطع کرے صحیح ہے اور اگر طواف واجب میں ایک شوط یا زیادہ کے بعد یاد آئے تو صحیح ہے مگر احوط یہ ہے کہ پھر سات شوط بقصد قربت مطلقہ تمام کرے اور چار رکعت نماز طواف بعد طواف پڑھے۔ دو قبل سعی کے اور دو بعد سعی کے اور پھر بھی احوط اعادہ طواف ہے۔

بیان شکیات طواف میں

اگر طواف کرنے والا شوط کے عدد میں شک کرے پس اگر طواف کے بعد یہ شک واقع ہو تو غیر معتبر ہے اور اگر اثنائے طواف میں شک کرے پس اگر ساتویں اور آٹھویں شوط میں شک کرے جب بھی اعتبار نہیں ہے اور اگر درمیان ساتویں اور آٹھویں شوط کے متردد ہو اور چھٹی اور نویں کا گمان بھی ہو تو بعض کے نزدیک طواف باطل ہے اور یہ احوط ہے اور اگر یقین کرے کہ سات سے زیادہ نہیں ہے کم کا شک ہو پس

اشہر یہ ہے کہ اس کی تمام صورتوں میں طواف کو از سر نو بجالائے اور یہ قول قوۃ سے خالی نہیں ہے اور فی الجملہ احوط بھی ہے اور بعض علماء کے نزدیک کم پر بنا رکھے اور ان سب پر احوط یہ ہے کہ بنا کم پر رکھ کر تمام کرے اور پھر اعادہ کرے۔ اور واضح ہو کہ محض خواہش نفس سے بلا عذر طواف کو قطع کرنا اس طرح سے کہ موالات میں خلل واقع ہو خواہ نصف سے تجاوز کیا ہو یا نہ بعض علماء کے نزدیک منع ہے احوط یہ ہے کہ اس طرح سے قطع نہ کرے اور اگر قطع کیا تو احوط بلکہ اقویٰ یہ ہے کہ از سر نو بجالائے اگرچہ چار شوط بجالا چکا ہو اور اگر عذر لاحق ہونے کی وجہ سے قطع کرے مثل اسکے کہ بیمار ہو جائے یا عورت حیض میں مبتلا ہو جائے یا بے اختیار حدث صادر ہو پس مشہور یہ ہے کہ اگر چار شوط تمام ہو چکے ہوں بعد عذر برطرف ہونے کے باقی کو موضع قطع سے بجالائے اور اگر چار شوط تمام نہ کئے ہوں تو از سر نو بجالائے اور پہلی صورت میں اگر تمام کرنے پر قادر نہ ہو تو احوط یہ ہے کہ صبر کرے اگر آخر وقت

تک بھی عذر برطرف نہ ہو تو اُس کو کسی طرح سے پکڑ کے یا سواری پر طواف کرا دیں اگر کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو طواف کو اُسکے تمام کرنے کے لئے نائب کریں۔

مقصد سوم مستحبات طواف میں۔

سنّت ہے کہ حال طواف میں سر و پا برہنہ دعا و ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور بیکار بات نکرے اور قدموں کو نزدیک نزدیک اُٹھائے اور جو اُمور نماز میں مکروہ ہیں وہ ترک کرے اور بسند معتبر جناب رسولخداؐ سے منقول ہے جو وقت زوال سر برہنہ طواف خانۂ کعبہ کرے اور چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھائے اور اپنی آنکھ اور عورتین کو نامحرم سے بچائے اور حجر اسود پر ہر شوط میں ہاتھ یا بدن ملے بغیر اسکے کہ اُس کی طرف سے کسی کو اذیت پہنچے اور زبان سے ذکر خدا کو قطع نہ کرے تو خداوند عالم ہر قدم پر اُس کے لئے ستّر ہزار حسنہ لکھتا ہے اور ستّر ہزار گناہ اُس کے مٹاتا ہے اور بہشت میں اُس کے لئے ستّر ہزار درجے بلند کرتا ہے اور اُس کے لئے ستّر ہزار بندے آزاد

کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے کہ ہر بندے کی قیمت دس ہزار درہم ہو اور اُسکو شفیع قرار دینگے اُسکے اہل بیت سے ستّر ہزار شخصوں کے لئے اور حق تعالےٰ اُس کی ستّر ہزار حاجتیں بر لائیگا وہ شخص چاہے دنیا میں نہیں تو آخرت میں انشاء اللہ تعالیٰ اور سنّت ہے کہ حال طواف میں پڑھے :-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ یُمْشٰی بِہٖ عَلٰی طَلَلِ[1] الْمَآءِ کَمَا یُمْشٰی بِہٖ عَلٰی جَدَدِ الْاَرْضِ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ تَھْتَزُّ لَہٗ اَقْدَامُ مَلٰٓئِکَتِکَ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ دَعَاکَ بِہٖ مُوْسٰی مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ فَاسْتَجَبْتَ لَہٗ وَاَلْقَیْتَ عَلَیْہِ مَحَبَّۃً مِّنْکَ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ غَفَرْتَ بِہٖ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ وَاَتْمَمْتَ عَلَیْہِ نِعْمَتَکَ اَنْ تَفْعَلَ بِیْ کَذَا وَکَذَا۔

سنّت ہے کہ کذا و کذا کی جگہ اپنی حاجتیں طلب کرے اور سنّت ہے کہ طواف کے حال میں پڑھے :-

[1] طلل بضمّ طا و فتح لام و بفتح ہر دو بمعنی روئے آب جدد کذالک بمعنی سطح زمین ۱۲

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اِلَیْکَ فَقِیْرٌ وَاِنِّیْ خَآئِفٌ مُّسْتَجِیْرٌ فَلَا تُغَیِّرْ جِسْمِیْ وَلَا تُبَدِّلْ اِسْمِیْ۔

اور ہر شوط میں جب درِ خانۂ کعبہ تک پہنچے تو صلوات پڑھے اور کہے :-

سَآئِلُکَ فَقِیْرُکَ مِسْکِیْنُکَ بِبَابِکَ فَتَصَدَّقْ عَلَیْہِ بِالْجَنَّۃِ اَللّٰھُمَّ اَلْبَیْتُ بَیْتُکَ وَالْحَرَمُ حَرَمُکَ وَالْعَبْدُ عَبْدُکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَآئِذِ بِکَ الْمُسْتَجِیْرِ بِکَ مِنَ النَّارِ فَاَعْتِقْنِیْ وَوَالِدَیَّ وَاَھْلِیْ وَوُلْدِیْ وَاِخْوَانِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ النَّارِ یَا جَوَادُ یَا کَرِیْمُ؛

اور جب حجرِ اسمٰعیل علیٰ نبیّنا و آلہ و علیہ السّلام تک پہنچے اور ناودان طلا پر نظر پڑے تو کہے :-

اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنِی الْجَنَّۃَ وَاَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ وَعَافِنِیْ مِنَ السُّقْمِ وَاَوْسِعْ عَلَیَّ مِنَ الرِّزْقِ الْحَلَالِ وَادْرَأْ عَنِّیْ شَرَّ فَسَقَۃِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَشَرَّ فَسَقَۃِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ؛

اور جب حجر اسمٰعیل سے گذر جائے اور پشت کعبہ پہنچے تو کہے :-

یَا ذَا الْمَنِّ وَالطَّوْلِ یَا ذَا الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ اِنَّ عَمَلِیْ ضَعِیْفٌ فَضَاعِفْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؛

اور جب رکن یمانی تک پہنچے تو ہاتھ اٹھا کر کہے :-

یَا اَللّٰہُ یَا وَلِیَّ الْعَافِیَۃِ وَرَازِقَ الْعَافِیَۃِ وَخَالِقَ الْعَافِیَۃِ وَالْمُنْعِمَ بِالْعَافِیَۃِ وَالْمُتَفَضِّلَ بِالْعَافِیَۃِ عَلَیَّ وَعَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِکَ یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَارْزُقْنَا الْعَافِیَۃَ وَتَمَامَ الْعَافِیَۃِ وَشُکْرَ الْعَافِیَۃِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؛

پس سر کعبہ کی طرف بلند کرے اور کہے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَکِ وَعَظَّمَکِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بَعَثَ مُحَمَّدًا نَّبِیًّا وَّجَعَلَ عَلِیًّا اِمَامًا اَللّٰھُمَّ

اھْدِلَہٗ خِیَارَ خَلْقِکَ وَجَنِّبْہُ شِرَارَ خَلْقِکَ :

اور درمیان رکن یمانی اور حجر اسود کے پہنچے تو کہے :-

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؛

اور جب ساتویں شوط میں مستجار تک پہنچے جو پشت کعبہ نزدیک رکن یمانی کے واقع ہے مقابل در کعبہ کے پس کھڑا ہو اور ہاتھوں کو اپنے کعبہ کی طرف کشادہ کرے اور اپنے منہ اور شکم کو کعبہ تک پہنچائے اور کہے :-

اَللّٰھُمَّ الْبَیْتُ بَیْتُکَ وَالْعَبْدُ عَبْدُکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ مِنْ قِبَلِکَ الرَّوْحُ وَالْفَرَجُ وَالْعَافِیَۃُ اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَمَلِیْ ضَعِیْفٌ فَضَاعِفْہُ لِیْ وَاغْفِرْ لِیْ مَا اطَّلَعْتَ عَلَیْہِ مِنِّیْ وَخَفِیَ عَلٰی خَلْقِکَ اَسْتَجِیْرُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ :

مستجار وہ مقام ہے جہاں ... امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولادت ... [illegible]

اور یہ بھی کہے:-

اَللّٰهُمَّ اِنَّ عِنْدِیْ اَفْوَاجًا مِنْ ذُنُوْبٍ وَّاَفْوَاجًا مِنْ خَطَایَا وَعِنْدَكَ اَفْوَاجٌ مِنْ رَحْمَةٍ وَّاَفْوَاجٌ مِنْ مَغْفِرَةٍ یَا مَنِ اسْتَجَابَ لِاَبْغَضِ خَلْقِهٖ اِذْ قَالَ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ اِسْتَجِبْ لِیْ::

پس اپنی حاجت طلب کرے اور بہت دعا کرے اور جہانتک اپنے گناہ یاد ہوں ایک ایک کو تفصیل وار یاد کر کے اقرار کرے اور جو کچھ یاد نہ ہوں مجملاً اُنکا اقرار کری اور طلب مغفرت کرے البتہ بخش دیا جاویگا انشاء اللہ تعالےٰ پس جب حجر اسود تک پہنچے تو کہے:-

اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اٰتَیْتَنِیْ:

اور چاہیئے کہ حجر اسود کی عظمت و بزرگی کا بہت خیال رکھے اگر ممکن ہو تو ہر شوط کے آخر میں بوسہ دے نہیں تو ہاتھ سے ہی اشارہ کرے یا اگر ہو سکے تو ہاتھ ارکان پر ملے اور

واپس ہو یہانتک کہ مستجار تک پہنچکر بھی پوشش سے لپٹ کر دعا کرے اور جس جگہ سے ارکان یا مستجار کیطرف مائل ہو وہاں سے نشان رکھے عمل تمام کرنے کے بعد پھر وہیں سے شروع کرے تاکہ طواف کرنے میں کوئی جزء نہ باقی رہ جائے اور نہ زیادہ ہو۔

فصل سوم نمازِ طواف کے بیان میں

بعد عمرہ کے طواف کے دو رکعت نمازِ طواف مثل نماز صبح کے واجب ہے اور اس نماز کو مقام ابراہیم پر بجالانا واجب ہے اور احوط یہ ہے کہ بعد طواف کے فوراً نماز بجالائے اور احوط یہ بھی ہے کہ پشت مقام پر بجالائے اور اگر بسبب زیادہ دور ہونے کے یہ ممکن نہ ہو تو داہنی بائیں جانب حتی الامکان قریب میں اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو داہنے بائیں اور پشت مقام سے جہانتک قریب ممکن ہو مسجد الحرام میں وہاں پر بجالائے غرض الاقرب فالاقرب کا خیال

رکھے پس ایسے وقت اگر طواف واجب ہے آخر وقت طواف
تک جب موقعہ ملے نماز کا اعادہ کرے یہ احوط ہے لیکن
طواف مستحب کی نماز اختیار کی حالت میں بھی مسجد الحرام
میں ہر جگہ پڑھ سکتا ہے بلکہ بعض علماء کا قول ہے کہ عمداً اس
نماز کو ترک بھی کر سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص نمازِ طواف واجب
بھول جائے تو جسوقت یاد آئے مقام ابراہیم پر بجالائے اور
اگر مقام پر ممکن نہ ہو تو مسجد الحرام میں ہر جگہ برعایت الاقرب
فالاقرب بجا لا سکتا ہے۔ ہاں اگر سعی وغیرہ نماز کے بعد کا
عمل بجا لا چکا ہے تو ظاہراً اسکا اعادہ واجب نہیں ہے اگرچہ
احوط ہے اور بعض علماء کے نزدیک نماز طواف اور دیگر
افعال لاحقہ میں ترتیب واجب ہے بلکہ تصریح یوں کی ہے
کہ جو شخص واجبات نماز مثل قرأت وغیرہ کے نہ جانے عمرہ
اُسکا باطل ہے اس بنا پر اعادہ واجب ہے اور یہی حکم
حج کا ہے۔ پس اگر واجبات نماز میں کچھ نقص رہیگا حجۃ الاسلام
اُسکے ذمہ رہیگا لہٰذا ان اُمور کی رعایت کرنا مکلف پر ہر وقت

واجب ہے خاص کر جبکہ ارادہ حج بیت اللہ الحرام کا ہو تو واجب
ہے کہ اپنی نماز کی صحت کرے اور جاننا چاہیئے کہ نماز طواف
میں جماعت کی مشروعیّت مشکل ہے پس اگر کسی شخص کی قرأت
میں خلل ہو تو اُسکو نماز طواف میں جماعت پر اکتفا کرنا محلِّ
اشکال ہے جو کوئی یہ نماز جماعت میں پڑھے اُس کو چاہیئے
کہ فرادیٰ بھی پڑھے اور جو شخص یہ نماز بھول گیا ہو اور مکہ سے
بھی نکل گیا ہو جب اُسکو یاد آئے اور واپس آنا اُسکو مشکل ہو
تو جہاں یاد آئے اگرچہ دوسرے شہر میں ہو وہاں بجالائے
اور اگر دشوار نہ ہو تو احوط یہ ہے کہ حرم میں آکر پڑھے اور
بعض علماء صورت تعذّر میں یعنی جبکہ مقام پر واپس ہونا دشوار
ہو نائب کرنا لازم جانتے ہیں بنابریں احوط یہ ہے کہ ایسی
حالت میں جہاں پر یاد آجائے قضا بھی کرے اور اپنی طرف
سے نائب بھی کرے جو مقام ابراہیم پر جاکر نماز پڑھے اور
اگر مر جائے تو ولی پر مثل اور نمازوں کے اُس کی قضا بھی
واجب ہے اور مستحب ہے کہ نماز طواف کی پہلی رکعت

میں بعد حمد کے سورۂ توحید اور دوسری رکعت میں بعد
حمد کے سورۂ جحد پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو حمد و ثنائے
الٰہی بجالائے اور حضرت محمد و آل محمد پر صلوات بھیجے
اور خداوند عالم سے دعا کرے کہ وہ مالک قبول کرے اور کہے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ وَلَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنِّيْ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بِمَحَامِدِهٖ كُلِّهَا عَلٰى نِعَمِهٖ كُلِّهَا حَتّٰى يَنْتَهِيَ
الْحَمْدُ اِلٰى مَا يُحِبُّ وَيَرْضٰى اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ
اٰلِ مُحَمَّدٍ وَتَقَبَّلْ مِنِّيْ وَطَهِّرْ قَلْبِيْ وَزَكِّ عَمَلِيْ:

اور بعض روایات میں ہے کہ کہے:-

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِطَوَاعِيَتِيْ اِيَّاكَ وَطَوَاعِيَتِيْ
رَسُوْلَكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِيْ اَنْ
اَتَعَدّٰى حُدُوْدَكَ وَاجْعَلْنِيْ مِمَّنْ يُحِبُّكَ وَ
يُحِبُّ رَسُوْلَكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَمَلٰٓئِكَتَكَ
وَعِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ:

پس سجدہ میں جائے اور کہے:-

سَجَدَ لَكَ وَجْهِيْ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
حَقًّا حَقًّا اَلْاَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَالْاٰخِرُ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ
وَهَا اَنَا ذَا بَيْنَ يَدَيْكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدَيْكَ فَاغْفِرْ لِيْ
فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ غَيْرُكَ فَاغْفِرْ لِيْ
فَاِنِّيْ مُقِرٌّ بِذُنُوْبِيْ عَلٰى نَفْسِيْ وَلَا يَدْفَعُ الذَّنْبَ
الْعَظِيْمَ غَيْرُكَ::

فصل چہارم سعی کے بیان میں

اسمیں تین مقصد ہیں

مقصد اوّل :- صفا و مروہ کے درمیان سعی کے آداب اور سعی کے پہلے مستحب امور کا بیان:-

پس جب سعی کا ارادہ کرے تو سنت ہے کہ حجر اسود
کے پاس آئے اور اسکو بوسہ دے اور ہاتھ یا بدن کو
اس پر ملے اگر نہ ممکن ہو تو اشارہ کرے پس چاہ زمزم
کے پاس آئے اور خود ہی ایک ڈول یا دو ڈول پانی

اُس میں سے نکالے اُس ڈول سے کہ مقابل میں حجر اسود کے ہے اور سر اور شکم اور پشت پر وہ پانی ڈالے اور تھوڑا پیٔے اور یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ وَّسُقْمٍ:

پس صفا کی طرف روانہ ہو اُس در سے جو مقابل میں حجر اسود کے ہے اُسی دروازے سے جناب رسولخداؐ باہر تشریف لے گئے پس اطمینان دل سے کوہ صفا کی طرف روانہ ہو اور اُسکی بلندی پر چڑھ جائے اور خانۂ کعبہ کی جانب نظر کرے اور رکن عراقی کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہو اور حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اور نعمتہائے الٰہی یاد کرے پس سات مرتبہ کہے:- اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اور سات مرتبہ:- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اور سات مرتبہ:- لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

پس تین مرتبہ کہے:- لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ

لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَیُمِیْتُ وَیُحْیِیْ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ:

پس حضرت محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوٰت بھیجے دیگر تین مرتبہ کہے:-

اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا ھَدٰنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَوْلٰنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَیِّ الدَّآئِمِ:

پھر تین مرتبہ کہے:-

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ

اور تین مرتبہ کہے:-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْیَقِیْنَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ:

پھر تین مرتبہ کہے:۔
اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ:

پس سَو مرتبہ کہے:۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ:

اور سَو مرتبہ :۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ:

اور سَو مرتبہ :۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ:

اور سَو مرتبہ :۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ: کہے اس کے بعد کہے:۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ فَلَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَحْدَہٗ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ظُلْمَۃِ الْقَبْرِ وَوَحْشَتِہٖ اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ فِیْ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ:

اور اپنا دین اور نفس اور اہل وعیال و مال سب خدا کو

سونپے اور مکرر یہ عمل کرے یعنی اسطرح سے مکرر پڑھے:
اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ الرَّحْمٰنَ الرَّحِیْمَ الَّذِیْ لَا تَضِیْعُ وَدَائِعُہٗ دِیْنِیْ وَنَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ وَوُلْدِیْ اَللّٰھُمَّ اسْتَعْمِلْنِیْ عَلٰی کِتَابِکَ وَسُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِہٖ وَاَعِذْنِیْ مِنَ الْفِتْنَۃِ

پس تین مرتبہ کہے:۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ:

اور دو مرتبہ دعائے سابق پڑھے پھر ایک مرتبہ تکبیر کہے اور پھر دعائے سابق پڑھے اور اگر سب عمل اگلا پڑھنا ممکن نہ ہو تو جسقدر ممکن ہو پڑھے اور مستحب ہے کہ یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ کُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہٗ قَطُّ فَاِنْ عُدْتُّ فَعُدْ عَلَیَّ بِالْمَغْفِرَۃِ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ افْعَلْ بِیْ مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ فَاِنَّکَ اِنْ تَفْعَلْ بِیْ مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ تَرْحَمْنِیْ وَاِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَاَنْتَ غَنِیٌّ عَنْ عَذَابِیْ وَاَنَا مُحْتَاجٌ

اِلٰی رَحْمَتِكَ فَیَا مَنْ اَنَا مُحْتَاجٌ اِلٰی رَحْمَتِهٖ اِرْحَمْنِیْ اَللّٰهُمَّ لَا تَفْعَلْ بِیْ مَا اَنَا اَهْلُهٗ فَاِنَّكَ اِنْ تَفْعَلْ بِیْ مَا اَنَا اَهْلُهٗ تُعَذِّبْنِیْ وَلَمْ تَظْلِمْنِیْ اَصْبَحْتُ اَتَّقِیْ عَدْلَكَ وَلَا اَخَافُ جَوْرَكَ فَیَا مَنْ هُوَ عَدْلٌ لَا یَجُوْرُ اِرْحَمْنِیْ:

پس کہے:-

یَا مَنْ لَا یَخِیْبُ سَآئِلُهٗ وَلَا یَنْفَدُ نَآئِلُهٗ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَعِذْنِیْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ:

اور حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص مال کی زیادتی چاہتا ہو اُسکو چاہیئے کہ وہ صفا پہ کھڑے ہونے میں طول دے اور چوتھے زینہ پہ کعبہ کی طرف کھڑے ہو کر یہ دُعا پڑھے:-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَتِهٖ وَغُرْبَتِهٖ وَوَحْشَتِهٖ وَظُلْمَتِهٖ وَضِیْقِهٖ وَضَنْكِهٖ اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ فِیْ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ

لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ:

اس کے بعد نیچے کے زینہ پہ آوے اور اپنی پشت کو برہنہ کرے اور کہے:-

یَا رَبَّ الْعَفْوِ یَا مَنْ اَمَرَ بِالْعَفْوِ یَا مَنْ هُوَ اَوْلٰی بِالْعَفْوِ یَا مَنْ یُثِیْبُ عَلَی الْعَفْوِ اَلْعَفْوَ اَلْعَفْوَ یَا جَوَادُ یَا كَرِیْمُ یَا قَرِیْبُ یَا بَعِیْدُ اُرْدُدْ عَلَیَّ نِعْمَتَكَ وَاسْتَعْمِلْنِیْ بِطَاعَتِكَ وَمَرْضَاتِكَ:

مقصد دوّم واجبات سعی اور اُن اُمور کے بیان میں جو سعی سے تعلق رکھتے ہیں:-

واضح ہو کہ بعد نماز طواف کے سعی یعنی درمیان کوہ صفا[1] و مروہ کے راہ چلنا سات مرتبہ واجب ہے اور صفا و مروہ مسجد کے نزدیک دو پہاڑ معین و مخصوص ہیں مثل طواف کے سعی بھی رکن ہے عمداً یا سہواً ترک کرنے کا حکم وہی ہے جو طواف میں گذرا اور سعی میں طہارت حدث اکبر یا اصغر اور

[1] درمیان دونوں پہاڑوں کے ایک بازار ہے اسی بازار کے اندر سے سعی ہوتی ہے اکثر ضروریات اس بازار میں ملتے ہیں۔ ۱۲ منہ

طہارت خبث اور ستر عورت کی ضرور نہیں ہے لیکن احوط
مراعات طہارت ہے حدث سے اور واجب ہے کہ سعی کو
بعد طواف اور نماز طواف کے بجالائے اور اگر بھولے سے
کوئی سعی کو طواف پر مقدّم کرے تو احوط یہ ہے کہ سعی کا اعادہ
کرے جاہل مسئلہ کا بھی یہی حکم ہے اور واجب ہے کہ جنہ ر
اوّل صفا سے شروع کرے اس طرح سے کہ پاؤں کی ایڑی
کو مسافت کی ابتدا سے ملا کر سعی شروع کرے اور احوط یہ ہے
کہ چار زینہ صفا کے اوپر جائے وہاں سے نیّت کرے اور
اُسی نیّت پر قائم رہے یہانتک کہ ہر زینہ سے ایڑی لگاکر
نیچے اُترے اور نیت اس طرح سے کرے راہ چلتا ہوں
بین صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ عمرہ تمتع حجۃ الاسلام
میں واجب قربۃً الی اللہ بعد نیت کے فوراً اپنی معمولی چال
سے چلے اگر سواری یا آدمی کے کاندھے پر ہو تو وہ بھی معمولی
چال سے چلے جب پہلے منارہ کے پاس پہنچے تو مرد کو چاہیئے
کہ وہاں سے ہرولہ شروع کردے یعنی دوڑ کے چلے یا سواری

کو یا جس آدمی کے کاندھے پر یا شبری وغیرہ پر ہو تو اُس کو ذرا حرکت دی
دوسرے منارے تک جو مروے کے قریب ہے اس کے
بعد پھر معمولی چال سے چلے یہانتک کہ مروے کے نزدیک
پہنچے پس پیر کی اُنگلیوں کو نیچے کے زینے سے لگا دے اور
احوط یہ ہے کہ اسی طرح سے چار زینہ مروے کے اُوپر
جائے یہ ایک شوط تمام ہوئی اسی طرح سے مروے سے
لوٹے جیسے صفا سے چلا تھا اور چلتے وقت جس جگہ سے ہرولہ
ختم کیا تھا وہاں سے شروع کرے اور جہاں سے شروع کیا تھا
وہاں پر ختم کرے یہانتک کہ جسطرح سے مروے تک
پہنچا تھا اُسی طرح سے صفا تک آکر دوسری شوط تمام کری
اور مثل پہلے کے تیسری شوط شروع کرے یہانتک کہ
ساتویں شوط مروے پر آکر تمام کرے اور واجب ہے
کہ سعی اُس راہ سے کرے جو معیّن ہے پس اگر مسجد کے
اندر سے یا سوق اللّیل کی طرف سے سعی کرے تو کافی
نہیں ہے اور واجب ہے کہ صفا سے چلے تو مروے کیطرف

سیدھی راہ سے اور سیدھا جاوے اور مروے سے
چلے تو صفا کی طرف بھی سیدھا جائے اگر آڑے ٹیڑھے
ہو کر یا پچھلے قدم راہ چلے گا تو کافی نہیں ہے البتہ داہنے بائیں
یا کبھی کسی قدر پشت سر کی طرف دیکھنے میں ضرر نہیں ہے
اور اگر تھک جائے تو صفا یا مروہ پر تھوڑی دیر آرام لینا جائز
ہے۔ یہانتک کہ تھکن دور ہو اور اولیٰ و احوط یہ ہے کہ صفا
یا مروہ کے درمیان بلا عذر نہ بیٹھے اور بعد طواف کے واسطے
رفع خستگی یا بسبب تمازت آفتاب کے سعی میں تاخیر کرنا
جائز ہے اور دوسرے دن تک تاخیر جائز نہیں ہے۔ اور
اقویٰ یہ ہے کہ اُس دن کی رات تک تاخیر جائز ہے۔ اور
احوط یہ ہے کہ بغیر عذر رات تک بھی تاخیر نہ کرے واللہ العالم
اور اگر عمداً سات شوط سے زیادہ کرے تو سعی باطل ہے
جس طرح سے طواف میں گذرا اور یہاں پر جاہل حکم میں
سہو کرنے والے کے ہے عامد کے حکم میں نہیں ہے اور
اگر سہواً زیادہ کرے پس اگر ایک شوط سے کم ہو تو چھوڑ دے

صحیح ہے اور اگر ایک شوط یا ایک سے زیادہ ہو تو جب بھی صحیح ہے
لیکن بعض علمار کا قول ہے کہ زائد کو مستحب ہے کہ سات شوط
پر تمام کر کے دوسری سعی قرار دے اور موافق اسکے حدیث
میں بھی وارد ہے اور اگر سہواً کم کرے تو جب کبھی یاد آئے
تمام کرے ہر چند اپنے وطن بھی پہنچ گیا ہو پس اگر مراجعت
ممکن نہ ہو تو نائب کرے اور اگر چار شوط تمام نہ ہوئے ہوں تو
اولیٰ و احوط یہ ہے کہ سعی کو از سر نو کرے جب تک سعی نہ کریگا
تو بسبب احرام کے جو چیزیں حرام ہو گئی تھیں حلال نہ ہونگی
اور سعی کم یا زیادہ کرنا بسبب جاہل مسئلہ ہونے کے مثل سہو
کرنے والے کے ہے اور اگر عمرۂ تمتّع میں سعی سے کوئی شوط
بھول جائے اور گمان ہو کہ اعمال عمرہ تمام ہوا اس خیال سے
مجامعت کرے پس جب یاد آئے تو واجب ہے کہ سعی
کو تمام کرے اور کفّارہ میں ایک گائے ذبح کرے اور اس
مسئلہ کے مطابق روایت بھی ہے بلکہ ایک جماعت علمار
کے نزدیک بنابر اجماع کے ناخن کاٹنے سے بھی ایک گائے

واجب ہے اور اسکے موافق بھی روایت ہے اور یہ احوط ہے۔

شکیّات سعی

اگر بعد تمام کرنے سعی کے شوط کے عدد میں شک واقع ہو تو یہ شک غیر معتبر ہے لیکن اگر کمی کا احتمال ہو تو اولیٰ و احوط یہ ہے کہ سعی کا اعادہ کرے ولو بعد فراغت کے یہ شک واقع ہوا ہو اور اگر اثناء سعی میں شک واقع ہو پس سات شوط کا یقین اور زیادہ کا شک ہو مثلاً مروے پہنچکر آخری شوط میں شک ہو کہ ساتویں شوط ہے یا نویں پس یہ شک بھی غیر معتبر ہے بنا سات پر رکھ کر تمام کرے اور اگر شوط کے درمیان میں یہ شک واقع ہو تو ظاہراً سعی باطل ہے اسی طرح سے جبکہ شک اُن کاسات سے کم پر واقع ہو۔

مقصد سوم اُن امور کا بیان جو حالت سعی میں مستحب ہیں:-

سنّت ہے کہ حالتِ سعی میں پیادہ پا ہو اور صفا سے

منارہ تک اوسط درجہ کی چال سے راہ چلے اور وہاں سے بازار عطاران تک مثل اونٹ کے ہرولہ کرتا ہوا چلے اور جو سوار ہو تو اپنی سواری کو اتنی راہ میں ایسی حرکت دے کہ کسی کو اذیت نہ پہنچے اور بازار عطاران سے مروے تک میانہ روی سے چلے اور عورتوں کے لئے ہرولہ نہیں ہے اور جب منارہ کے پاس پہنچے تو کہے:-

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَهْلِبَيْتِهٖ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَجَلُّ الْاَكْرَمُ وَاهْدِنِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَمَلِيْ ضَعِيْفٌ فَضَاعِفْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَعْيِيْ وَبِكَ حَوْلِيْ وَقُوَّتِيْ تَقَبَّلْ مِنِّيْ عَمَلِيْ يَا مَنْ يَقْبَلُ عَمَلَ الْمُتَّقِيْنَ:

پس ہرولہ کرتا ہوا چلے یہانتک کہ دوسرے منارہ تک پہنچے وہاں سے پھر یہ کہے:-

يَا ذَا الْمَنِّ وَالْفَضْلِ وَالْكَرَمِ وَالنَّعْمَاۤءِ وَالْجُوْدِ

اِغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

جب مروے پہنچے تو جو دعا صفا میں پڑھی تھی وہی پڑھے اور کہے :-

اَللّٰھُمَّ یَامَنْ اَمَرَ بِالْعَفْوِ یَامَنْ یُحِبُّ الْعَفْوَ یَامَنْ یُعْطِیْ عَلَی الْعَفْوِ یَامَنْ یَعْفُوْ عَلَی الْعَفْوِ یَارَبَّ الْعَفْوِ اَلْعَفْوَ اَلْعَفْوَ اَلْعَفْوَ ::

اور کوشش کرے کہ رونا آوے یا صورت رونیوالے کی بنائے اور حالت سعی میں بہت دعا کرے اور یہ دعا بھی پڑھے :-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُسْنَ الظَّنِّ بِکَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَصِدْقَ النِّیَّۃِ فِی التَّوَکُّلِ عَلَیْکَ :

اور اگر ہرولہ بھول جائے تو جس جگہ یاد آئے اُسی جگہ سے پچھلے پاؤں مقام ابتدائے ہرولہ پہ واپس آئے پھر ہرولہ کرتا ہوا چلے ::

فصل پنجم تقصیر کی بیانمیں

پس سعی سے فارغ ہونے کے بعد تقصیر واجب ہے یعنی ناخن یا بال یا داڑھی مونچھ وغیرہ سے کچھ کاٹنا اور نیّت اِس طرح سے کرے تقصیر بجالاتا ہوں میں واسطے مُحِل ہونے کے احرام عمرہ تمتع سے حجّۃ الاسلام میں واجب قربۃً الی اللہ ۔ بعد نیّت کے فوراً بال یا ناخن وغیرہ کسی قدر قینچی یا چاقو سے کاٹے اور دانت سے کاٹنا بھی کافی ہے لیکن استرہ سے مونڈنا کافی نہیں ہے بلکہ مونڈنا حرام ہے اس کے بعد محرم احرام عمرہ سے فارغ ہے اور جو چیزیں حالت احرام میں حرام ہو گئی تھیں سب حلال ہو جاتی ہیں سوائے سر مُنڈانے کے اُن علمار کے نزدیک جو توفیر[1] شعر کو حج کے واسطے واجب جانتے ہیں اُس صورت میں کہ سر منڈانا توفیر کو مانع ہو یعنی زمانہ حج کا نزدیک ہو پس اگر ایک مہینہ حج کا باقی ہو تو اُن علمار کے نزدیک بھی

[1] توفیر شعر یعنی بالونکا بڑھانا ١٢ منہ

سر مُنڈانے بیں کوئی اشکال نہیں ہے اور اکثر علمار کے نزدیک
تو فیر شعر مستحب ہے پس اُنکے نزدیک مطلقاً سر منڈانے بیں
کوئی امر مانع نہیں ہے۔ اور جو شخص تقصیر کو بھول جائے اور
حج کا احرام بھی باندھ لے پھر یاد آوے عمرہ اُسکا تمام ہے
فقط کفّارہ بیں ایک گوسفند دے علی الاحوط والاولیٰ اور
اگر عمداً یا بسبب جاہل مسئلہ ہونیکے بغیر تقصیر کئے حج کا احرام باندھلے تو بعض علمار
کے نزدیک عمرۂ تمتع باطل ہے حج اُسکا حج افراد ہو جائیگا بعد حج
کے عمرۂ مفردہ بجالائے اور یہ قول قوّۃ سے خالی نہیں ہے
مگر اس حج کا حج تمتع کے لئے کافی ہونا مشکل ہے دوسرے
سال حج کا اعادہ احوط ہے اور اس احتیاط کو ترک نہ کرے
اور بعض علمار احرام ثانی کو بالکل باطل جانتے ہیں بغیر تقصیر
کے اگر وقت بیں گنجائش ہو تو تقصیر واجب ہے اس کے
بعد حج کا احرام باندھے۔ اور طواف لنسار کے بارے میں
علمار میں مشہور ہے کہ مخصوص ہے حج اور عمرہ غیر تمتّع کے
لئے اور عمرۂ تمتّع میں طواف لنسار مشروع[1] نہیں ہے اگرچہ

[1] یعنی شرع کے خلاف اور ناجائز ہے ۱۲ منہ

شیخ شہیدؒ نے بعض علمار سے وجوب کی نقل کی ہے
اور اُسکے قائل کو معیّن نہیں فرمایا اور یہاں پہ علاّمہ حلّیؒ فرماتے
ہیں کہ نامشروع و ناجائز ہونے ہیں مسئلہ کا اختلاف معلوم
نہیں ہے چونکہ بعض اخبار میں دلیل وجوب بھی ہے اگرچہ
سند ضعیف ہے مگر شیخ علیہ الرحمہ عالم جلیل القدر و
معتمد کے اعتبار سے احوط ہے کہ بعد تقصیر کے طواف لنسار
اور نماز طواف لنسار بجالائے اور اگر بسبب تنگی وقت یا
عورتوں کو حیض میں مبتلا ہونیکے عمرۂ تمتّع بجالانا ممکن نہ ہو
پس اگر عمرۂ تمتع کے لئے احرام باندھ چکا ہو تو احرام حج مفرد
سے نیّت کو بدلدے اور احرام نہیں باندھا تو ادنی الحل
سے یا جعرانہ سے کہ راہِ طائف میں ہے اور مکّہ سے بمسافت
سات میل راہ کے ہے احرام باندھ کر عرفات و مشعر کیطرف
روانہ ہو ایسے وقت اگر ممکن ہو راہ طائف یعنی جعرانہ سے
احرام باندھنا بہتر ہے پس مناسک حج تمام کر کے پھر عمرۂ
مفردہ بجالائے یہ حج مکلّف کا حج تمتّع سے بری الذمّہ

ہونے کیلئے کافی ہے اور اگر کوئی شخص اختیاراً عمرہ کو باطل
کرے ایسے وقت جبکہ اعادہ کا موقع بھی نہ ملے اُسکا حج بھی
ظاہراً حج افراد ہو جائے گا جسکے بعد عمرۂ مفردہ کرنا ہوگا لیکن
اس حج کا حج تمتع کے لئے کافی ہونے میں تامل ہے جیساکہ
فصل طواف میں اسکا اشارہ ہو چکا ہے ۔

باب دوّم

افعالِ حجّ تمتّع میں جسکی سات فصلیں ہیں

فصل اوّل

احرام حجّ تمتع میں اسمیں دو مقصد ہیں!

مقصد اوّل احرام حج کے واجب ہونے میں
کہ کب واجب ہوتا ہے اور اُن احکام میں کہ احرام کیمتعلق ہیں

یہ تو معلوم ہوا کہ بعد تقصیر کے جو چیزیں بسبب احرام کے
حرام ہو گئی تھیں وہ پھر حلال ہو جائیں گی اس کے بعد پھر حج
تمتّع کے لئے احرام واجب ہے اور اس احرام کا وقت وسیع
ہے یعنی بعد عمرۂ تمتع کے جب چاہے باندھے لیکن احوط یہ
ہے کہ روز ترویہ کے قبل مکّہ سے نہ نکلے اور اگر نکلے تو ایک
ماہ سے قبل واپس آنا احوط ہے اگر بعد ایک ماہ کے واپس
آئے تو عمرہ بقصد قربت مطلقہ بجالائے پھر حج کے لئے
احرام باندھے اگر مکّہ ایسے وقت میں پہنچے کہ عمرہ کے
مناسک بجالانے سے احرام حج میں اتنی تاخیر ہو کہ وقوف
عرفات میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہو تو اُسی طرح سے احرام
کی حالت میں رہے اور عرفات کو روانہ ہو اور جبکہ عمرہ بجالاکر
احرام حج تمتع باندھے تو سنّت ہے کہ روز ترویہ ان امور سے
فرصت کرلے اور نیت احرام حج تمتع کی اسطرح سے کرے
احرام باندھتا ہوں یعنی اپنے تئیں آمادہ کرتا ہوں میں محرّمات
احرام کے ترک کرنے پر حج تمتع حجۃ الاسلام میں واجب

قربۃً الی اللہ اور کیفیت اس احرام کی اور جو چیزیں کہ حالت احرام میں حرام ہیں وہی ہیں کہ جسکا ذکر احرام عمرہ میں ہو چکا ہے اور حج کے احرام باندھنے کا مقام مکۂ مکرمہ ہے جہاں سے چاہے لیکن مستحب ہے مسجد الحرام میں مقام ابراہیم یا حجر اسمٰعیل پر احرام باندھے اور اگر کوئی شخص بھول جائے احرام باندھنا یہانتک کہ منیٰ یا عرفات پہنچ جائے تو مراجعت لازم ہے اور اگر بسبب ضیق وقت یا اور کوئی عذر کے واپس نہ آسکے تو اُسی جگہ سے جہاں سے یاد آئے احرام باندھے اور اگر یاد نہ آئے یہانتک کہ افعال ومناسک بجالائے تو ظاہراً حج صحیح ہے جیسا کہ مشہور ہے اور جاہل مسئلہ حکم میں بھول جانے والے کے ہے البتہ اگر عمداً احرام نہ باندھے یہانتک کہ دونوں وقوف کا وقت گذر جائے تو حج اُسکا باطل ہے۔

مقصد دوّم اُن امور کے بیان میں

جو احرام میں مستحب ہیں وقوف عرفات تک :۔

جاننا چاہیئے کہ عمرۂ تمتّع سے فارغ ہو کر احرام حج تمتّع کا بہترین وقت روز ترویہ ہے بعد نماز ظہر کے اور ظہر نہ ہو تو عصر نہیں تو اور کوئی نماز واجبی کے بعد ولو نماز قضا کیوں نہ ہو اور اگر کوئی نماز نہ ہو تو بعد نماز احرام کے جو کم سے کم دو رکعت ہے اور اس احرام کے باندھنے کے لئے تمام مکّہ سے بہتر جگہ مسجد الحرام ہے اور مسجد الحرام میں سب سے بہتر جگہ حجر حضرت اسمٰعیل یا مقام جناب ابراہیم ہے اور افضلیّت مقام ابراہیم کی حجر اسمٰعیل سے دور نہیں ہے پس جامۂ احرام کے بدلنے کے بعد اس مقام پر نیّت کرے اور جو اعمال کہ عمرہ میں گذر چکے ہیں بجالائے اور اُسی طرح سے اُن چیزوں کو ترک کرنے پر آمادہ رہے جو حالتِ احرام میں حرام ہیں اور اُسی طرح سے تلبیہ پڑھے نیّت احرام کے بعد تلبیات اربعہ پڑھے جسطرح سے ذکر ہوا پس جب زمین ابطح پر پہنچے تو آواز کو بلند کرے۔ اور جب منیٰ کیطرف روانہ ہو تو کہے :۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ اَرْجُوْ وَاِیَّاکَ اَدْعُوْ فَبَلِّغْنِیْ

اَلٰہِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ عَمَلِیْ:

اور نہایت حضور قلب سے تسبیح وتقدیس کرتا ہوا راہ چلے اور جب منیٰ میں پہنچے تو کہے:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَقْدَمَنِیْھَا صَالِحًا فِیْ عَافِیَۃٍ وَبَلَّغَنِیْ ھٰذَا الْمَکَانِ:

پس کہے:-

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ مِنًی وَھِیَ مِمَّا مَنَنْتَ بِہٖ عَلَیْنَا مِنَ الْمَنَاسِکِ فَاَسْئَلُکَ اَنْ تَمُنَّ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ عَلٰی اَنْبِیَآئِکَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُکَ وَفِیْ قَبْضَتِکَ:

اور سنّت ہے کہ شب عرفہ منیٰ میں رہے اور عبادت خدا میں مشغول رہے اور بہتر یہ ہے کہ یہ عبادت خاصکر نمازیں مسجد خیف میں بجا لائے۔ اور بعد نماز صبح کے طلوع آفتاب تک تعقیب میں مشغول رہے پھر اسکے بعد عرفات کی طرف روانہ ہو اور بعد طلوع صبح کے بھی روانہ

ہو سکتا ہے لیکن سنّت بلکہ احوط ہے کہ وادی محسّر سے قبل طلوع آفتاب کے روانہ ہو اور قبل طلوع صبح کے روانہ ہونا مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک حرام ہے لیکن ضرورت کے وقت کچھ مضائقہ نہیں ہے مثل بیماری یا اژدہام خلق کے خوف سے اور جب عرفات کی طرف روانہ ہو تو یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ صَمَدْتُ وَاِیَّاکَ اعْتَمَدْتُ وَوَجْھَکَ اَرَدْتُ اَسْئَلُکَ اَنْ تُبَارِکَ لِیْ فِیْ رِحْلَتِیْ وَاَنْ تَقْضِیَ لِیْ حَاجَتِیْ وَاَنْ تَجْعَلَنِیْ مِمَّنْ تُبَاھِیْ بِہِ الْیَوْمَ مَنْ ھُوَ اَفْضَلُ مِنِّیْ:

اور تلبیہ پڑھتا ہوا روانہ ہو یہانتک کہ عرفات پہنچے پس خیمہ اپنا عرفات کے کنارہ پر قائم کرے متصل حد عرفات کے جس حد کے باہر میدان عرفات میں نہیں ہے:

فصل دوم وقوف عرفات میں

اسمیں دو مقصد ہیں!

مقصد اوّل:۔ پس واضح ہو کہ وقوف عرفات یعنی ٹھہرنا عرفات میں واجب ہے اور وہ ایک موضع ہے کہ جسکے حدود معیّن ہیں اور مراد وقوف سے اُس جگہ ٹھہرنا ہے پیادہ رہے یا سوار متحرک رہے یا ساکن ہاں اگر اوّل سے آخر تک سوتا رہے یا بیہوش رہے تو وقوف باطل ہے اور واجب ہے ٹھہرنا عرفات میں زوال آفتاب سے غروب شرعی تک کہ جو وقت افطار اور نماز مغرب ہے احتیاطاً اور وقت عصر پہنچنا وہاں کافی نہیں ہے اور واجب ہے کہ وہاں ٹھہرنے کی نیّت اسطرح سے کرے۔ اِس مقام پر یعنی عرفات میں ٹھہرتا ہوں میں زوال آفتاب سے غروب آفتاب تک واسطے حج تمتع حجۃ الاسلام کے واجب قربۃً الی اللہ۔
اور جاننا چاہیئے کہ اگرچہ اوّل ظہر سے غروب آفتاب

تک وقوف واجب ہے لیکن تمام وقوف رکن نہیں ہے پس اگر زوال آفتاب کا کچھ وقت گذرنے کے بعد عرفات میں پہنچے یا کچھ دیر کے لئے حد سے باہر چلا جائے تو وقوف صحیح ہے اگرچہ عمداً تاخیر کرنا یا حدود عرفات سے باہر جانا گناہ ہے البتہ مسمائے وقوف یعنی تھوڑا سا وقوف رکن ہے جسے عمداً ترک کرنے سے حج باطل ہے اور سہواً باطل نہیں ہے اور اگر وقوف مشعر بھی سہواً ترک کرے تو حج باطل ہے یہاں پر کچھ مسائل تفصیل طلب ہیں:۔

پہلا مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص وقوفِ عرفات میں عمداً اتنی تاخیر کرے کہ ظہر سے تھوڑی دیر گذر کے پہنچے اور اوّل وقت حاضر نہ ہو تو بنا بر اس کے کہ اوّل زوال سے غروب تک وقوف واجب ہے ایسا شخص گنہگار ہے اور بعض علماء کے نزدیک اوّل زوال سے واجب نہیں ہے جیسا کہ ظاہر بعض اخبار کا ہے۔ اور اوّل

احوط ہے۔

دوسرا مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص عمداً قبل غروب کے عرفات سے نکلے اتنا کہ حدود عرفات سے باہر ہو جائے پس اگر اپنے فعل پہ نادم ہوا اور واپس آئے اور پھر غروب تک ٹھہرے تو کفارہ ساقط ہے اگرچہ احوط کفارہ[1] ہے اور اگر واپس نہ آئے تو واجب ہے کہ راہ خدا میں ایک اُونٹ روز عید منیٰ میں نحر کرے اور اگر قادر نہو تو اٹھارہ ۱۸ روزے رکھے اور جو سہواً کوچ کرے اور حد کے باہر جائے پس اگر یاد آجائے تو مراجعت کرے کہ اگر یاد آنے پر مراجعت نہ کریگا تو ظاہراً عامد کے حکم میں[2] ہے اور یاد نہ آئے تو کفارہ ساقط ہے اور وقوف صحیح ہے اور جاہل مسئلہ کا حکم بھی مثل سہو کرنے اور بھولجانے والے کے ہے۔

تیسرا مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص عمداً تمام

[1] ایک اونٹ ۱۲ منہ [2] یعنی ایک اونٹ کفارہ میں مثل مذکور نحر کرے ۱۲ منہ

وقوف ترک کرے تو حج اُسکا باطل ہے اور شب عید کا وقوف یعنی وقوف اضطراری اُسکے لئے کافی نہیں ہے۔ ہاں جس نے وقوف عرفہ عمداً ترک نہ کیا ہو اُس کے لئے کافی ہے جیساکہ آگے ذکر آئے گا۔

چوتھا مسئلہ:۔ اگر بوجہ نسیان یا ضیق وقت کے کسی نے وقوف جزئی بھی نہ کیا ہو تو اُس کے لئے شب عید کچھ تھوڑا سا وقوف بھی کافی ہے اسی کو وقوف اضطراری کہتے ہیں پس اگر اب اس وقوف اضطراری کو کوئی شخص عمداً ترک کرے تو ظاہرا حج باطل ہو نہیں ایسا ہے کہ جیسے وقوف اختیاری عمداً ترک کیا اگرچہ وقوف مشعر تمام کیا ہو۔

پانچواں مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص وقوف عرفات اختیاری و اضطراری دونوں بھول جائے تو وقوف مشعر اختیاری صحت حج کیلئے کافی ہے جیساکہ آگے ذکر ہوگا۔

چھٹا مسئلہ:۔ اگر قاضی کے سامنے موافق اہلِ سنّت کے ہلال ثابت ہو اور شرعاً شیعوں کے مطابق ثابت نہ ہو پس روزِ عرفہ اہلسنّت کے نزدیک جو دن ہو وہ شیعوں کے نزدیک روز ترویہ آٹھویں تاریخ ہو پس اگر مخالفت کرنا ممکن ہو تو اپنے ثبوت کے موافق عمل کرے خواہ عرفات ساتھ جائے یا اُسی دن اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو وقوف اضطراری بجالائے دن کو یا رات کو جب موقع ملے اور اگر وقوف عرفات اضطراری یا اختیاری کچھ ممکن نہ ہو تو صحت حج کے لئے ایسے وقت میں وقوف مشعر الحرام کافی ہے اور اگر وقوف مشعر بھی ممکن نہ ہو تو اس سال کا حج فاسد ہے کیونکہ اس جگہ تقیہ سے عمل صحیح نہیں ہے[1]۔ واللہ العالم

مقصد دوّم

مستحبات وقوف عرفات کے بیان میں۔

پس سنّت ہے کہ وقت وقوف باطہارت رہے

[1] البتہ اگر تقیہ ضرورت سے واجب ہوا ہو تو گنہگار نہیں ہے ۱۲ منہ

اور غسل کرے اور جن امور سے حواس پریشان ہوتے ہیں دور کرے تاکہ حضور قلب سے حضرت باری عزاسمہٗ کی طرف متوجہ ہو اور ظہر و عصر کی نماز کو اوّل وقت بجالائے ایک اذان اور دو اقامت سے اور سنّت ہے کہ اُس جگہ وقوف کرے جو مکّہ سے آتے وقت جبل عرفات کے بائیں طرف واقع ہے اور پہاڑ کے نیچے زمین ہموار پر وقوف کرے اور اپنے رفقار کے ساتھ ایک دوسرے کے پہلو میں جمع رہے اور بعد نماز کے رو بقبلہ کھڑا رہے اور اگر تمام وقوف میں کھڑا رہنا دشوار ہو تو جسقدر ہو سکے کھڑا رہے نہیں تو بیٹھ جائے اور سواری کی حالت میں رہنا اور پہاڑ پر جانا بھی مکروہ ہے پس چاہئے کہ دل اپنا اُسوقت تعلقات دنیا سے خالی رکھے اور خداہی کی طرف متوجہ رہے اور دعا پڑھتا رہے اور سنّت ہے کہ قبلہ کی طرف کھڑا رہ کر حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اور تمجید و تحلیل کرے اور سَو مرتبہ تکبیر پڑھے۔

اور سَو مرتبہ:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

چھٹا مسئلہ:۔ اگر قاضی کے سامنے موافق اہلِ سنّت کے ہلال ثابت ہو اور شرعاً شیعوں کے مطابق ثابت نہ ہو پس روزِ عرفہ اہلسنّت کے نزدیک جو دن ہو وہ شیعوں کے نزدیک روز ترویہ آٹھویں تاریخ ہو پس اگر مخالفت کرنا ممکن ہو تو اپنے ثبوت کے موافق عمل کرے خواہ عرفات ساتھ جائے یا اُسی دن اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو وقوف اضطراری بجالائے دن کو یا رات کو حسب موقع ملے اور اگر وقوف عرفات اضطراری یا اختیاری کچھ ممکن نہ ہو تو صحت حج کے لئے ایسے وقت میں وقوف مشعر الحرام کافی ہے اور اگر وقوف مشعر بھی ممکن نہ ہو تو اس سال کا حج فاسد ہے کیونکہ اس جگہ تقیہ سے عمل صحیح نہیں ہے[1]۔ واللہ العالم

مقصد دوّم

مستحبات وقوف عرفات کے بیان میں۔

پس سنّت ہے کہ وقت وقوف باطہارت رہے

[1] البتہ اگر تقیہ ضرورت سے واجب ہوا ہو تو گنہگار نہیں ہے ۱۲ منہ

اور غسل کرے اور جن امور سے حواس پریشان ہوتے ہیں دور کرے تاکہ حضور قلب سے حضرت باری عزاسمہٗ کی طرف متوجہ ہو اور ظہر و عصر کی نماز کو اوّل وقت بجالائے ایک اذان اور دو اقامت سے اور سنّت ہے کہ اُس جگہ وقوف کرے جو مکّہ سے آتے وقت جبل عرفات کے بائیں طرف واقع ہے اور پہاڑ کے نیچے زمین ہموار پر وقوف کرے اور اپنے رفقار کے ساتھ ایک دوسرے کے پہلو میں جمع رہے اور بعد نماز کے رو بقبلہ کھڑا رہے اور اگر تمام وقوف میں کھڑا رہنا دشوار ہو تو جسقدر ہو سکے کھڑا رہے نہیں تو بیٹھ جائے اور سواری کی حالت میں رہنا اور پہاڑ پہ جانا بھی مکروہ ہے پس چاہیئے کہ دل اپنا اُسوقت تعلقات دنیا سے خالی رکھے اور خدا ہی کی طرف متوجہ رہے اور دعا پڑھتا رہے اور سنّت ہے کہ قبلہ کی طرف کھڑا رہ کر حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اور تمجید و تحلیل کرے اور سَو مرتبہ تکبیر پڑھے۔

اور سَو مرتبہ:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

وَاَوْسِعْ عَلَیَّ مِنْ رِزْقِكَ الْحَلَالِ وَادْرَأْ عَنِّیْ
شَرَّ فَسَقَةِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ لَاتَمْکُرْ بِیْ
وَلَا تَخْدَعْنِیْ وَلَا تَسْتَدْرِجْنِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
اَسْئَلُكَ بِحَوْلِكَ وَجُوْدِكَ وَکَرَمِكَ
وَمَنِّكَ وَفَضْلِكَ یَا اَسْمَعَ السَّامِعِیْنَ
یَا اَبْصَرَ النَّاظِرِیْنَ وَیَا اَسْرَعَ الْحَاسِبِیْنَ یَا
اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ
مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَفْعَلَ بِیْ کَذَا وَکَذَا:

اپنی حاجتوں کا یہاں پر ذکر کرے پس ہاتھوں کو
اپنے آسمان کی طرف بلند کرے اور کہے:۔

اَللّٰهُمَّ حَاجَتِیْ اِلَیْكَ الَّتِیْ اِنْ اَعْطَیْتَنِیْهَا
لَمْ یَضُرَّنِیْ مَا مَنَعْتَ وَاِنْ مَنَعْتَنِیْهَا لَمْ یَنْفَعْنِیْ
مَا اَعْطَیْتَ اَسْئَلُكَ خَلَاصَ رَقَبَتِیْ مِنَ
النَّارِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَمِلْكُ یَدِكَ
نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ وَاَجَلِیْ بِعِلْمِكَ اَسْئَلُكَ

اَنْ تُوَفِّقَنِیْ لِمَا یُرْضِیْكَ عَنِّیْ وَاَنْ
تُسَلِّمَ مِنِّیْ مَنَاسِکِیَ الَّتِیْ اَرَیْتَهَا خَلِیْلَكَ
اِبْرَاهِیْمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَدَلَلْتَ عَلَیْهَا
نَبِیَّكَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ رَضِیْتَ عَمَلَهٗ وَاَطَلْتَ عُمْرَهٗ
وَاَحْیَیْتَهٗ بَعْدَ الْمَوْتِ حَیٰوةً طَیِّبَةً:

پس کہے:۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ
وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی
کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ کَالَّذِیْ
تَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ وَفَوْقَ مَا یَقُوْلُ
الْقَائِلُوْنَ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ
وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَلَكَ تُرَاثِیْ وَبِكَ
حَوْلِیْ وَمِنْكَ قُوَّتِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ

مِنَ الْفَقْرِ وَمِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَمِنْ شَتَاتِ
الْاَمْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ
خَيْرَ الرِّيَاحِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَجِيْئُ
بِهِ الرِّيَاحُ وَاَسْئَلُكَ خَيْرَ اللَّيْلِ وَخَيْرَ النَّهَارِ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا
وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَفِیْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعِظَامِیْ
وَعُرُوْقِیْ وَمَقْعَدِیْ وَمَقَامِیْ وَمَدْخَلِیْ وَ
مَخْرَجِیْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا يَارَبِّ يَوْمَ
اَلْقَاكَ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ؕ

اور جہانتک ممکن ہو آج کے دن صدقہ خیرات ضرور دے خصوصاً اگر ممکن ہو تو بندہ آزاد کرے اور رو بقبلہ ہو کر سو مرتبہ کہے :۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ

اور سو مرتبہ :۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَمَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا
بِاللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ

وَهُوَ حَیٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ
شَیْءٍ قَدِيْرٌ ؕ

پس سورہ بقر کی پہلی دو آیتیں پڑھے۔ دوسری روایت میں ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ تین مرتبہ پڑھے اور آیۃ الکرسی پڑھے اور آیۂ سخرہ یعنی :۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ تا آخر اور یہ آیت سورہ اعراف میں ہے پس قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے پس نعمات الٰہی سے جو کچھ ذہن میں ہو اہل، مال و دفع بلا وغیرہ ایک ایک کو گن گن کر شکر خدا کرے اور کہے :۔

لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی نَعْمَآئِكَ الَّتِیْ لَا تُحْصٰی
بِعَدَدٍ وَّلَا تُكَافٰی بِعَمَلٍ ۔

اور جس آیت سے خداوند عالم نے اپنی حمد قرآن مجید میں کی ہے اُسی آیت سے اُسکی حمد

بجالائے اور جسطرح سے اُس نے اپنی تکبیر کی ہے
اُسی طرح سے تکبیر بجالائے اور جسطرح سے تہلیل کی
ہے اُسی طرح سے تہلیل کرے اور صلوات حضرت
محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر بکثرت بھیجے اور اس بارہمیں
بہت کوشش کرے اور خدا نے جس نام سے اپنے تئیں
یاد کیا ہے اُسی نام سے اُس کو یاد کرے اور اسمار الٰہی سے
جو کچھ نظر میں ہوں اور سورہ حشر کے آخر میں جو اسم ہیں اُنسے
خدا کو یاد کرے اور کہے:-

اَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ وَ
اَسْئَلُكَ بِقُوَّتِكَ وَ قُدْرَتِكَ وَ عِزَّتِكَ وَ
جَمِيْعِ مَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ وَ بِاَرْكَانِكَ كُلِّهَا
وَ بِحَقِّ رَسُوْلِكَ صَلَوٰاتُكَ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ
بِاسْمِكَ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ وَ بِاسْمِكَ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ
مَنْ دَعَاكَ بِهٖ كَانَ حَقًّا عَلَيْكَ اَنْ لَا تَرُدَّهٗ
وَ اَنْ تُعْطِيَهٗ مَا سَئَلَكَ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ جَمِيْعَ ذُنُوْبِيْ

فِيْ جَمِيْعِ عِلْمِكَ:

اور جو حاجت مقصود ہو خدا سے طلب کرے اور
یہ بھی خدا سے دعا کرے کہ سال آئندہ اور ہر سال حج
کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ستر مرتبہ کہے:-

اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ:

اور ستر مرتبہ کہے:-

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ:

پس جو دعا جبرئیل نے حضرت آدمؑ کو اس مقام
پر توبہ قبول ہونے کے لئے تعلیم کی تھی وہ پڑھے
وہ دعا یہ ہے:-

سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاعْتَرَفْتُ
بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

پس جب آفتاب غروب ہونے لگے تو کہے:-

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْفَقْرِ وَ مِنْ تَشَتُّتِ

الْاَمْرِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَحْدُثُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
اَمْسٰى ظُلْمِىْ مُسْتَجِيْرًا بِعَفْوِكَ وَاَمْسٰى خَوْفِىْ
مُسْتَجِيْرًا بِاَمَانِكَ وَاَمْسٰى ذُلِّىْ مُسْتَجِيْرًا بِعِزِّكَ
وَاَمْسٰى وَجْهِىَ الْفَانِىْ مُسْتَجِيْرًا بِوَجْهِكَ الْبَاقِىْ
يَا خَيْرَ مَنْ سُئِلَ وَيَا اَجْوَدَ مَنْ اَعْطٰى وَيَا اَرْحَمَ
مَنِ اسْتُرْحِمَ جَلِّلْنِىْ بِرَحْمَتِكَ وَاَلْبِسْنِىْ عَافِيَتَكَ
وَاصْرِفْ عَنِّىْ شَرَّ جَمِيْعِ خَلْقِكَ ؛

پس نہایت حضور قلب سے استغفار پڑھتا ہوا مشعر الحرام کی طرف روانہ ہو اور روانہ ہوتے وقت اس دعا کو پڑھے ؛۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ هٰذَا
الْمَوْقِفِ وَارْزُقْنِيْ الْعَوْدَ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِىْ
وَاقْلِبْنِىْ الْيَوْمَ مُفْلِحًا مُنْجِحًا مُسْتَجَابًا لِىْ مَرْحُوْمًا
مَغْفُوْرًا لِىْ بِاَفْضَلِ مَا يَنْقَلِبُ بِهِ الْيَوْمَ اَحَدٌ
مِنْ وَفْدِكَ وَحُجَّاجِ بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَاجْعَلْنِىْ

الْيَوْمَ مِنْ اَكْرَمِ وَفْدِكَ عَلَيْكَ وَاَعْطِنِىْ
اَفْضَلَ مَا اَعْطَيْتَ اَحَدًا مِنْهُمْ مِنَ الْخَيْرِ
وَالْبَرَكَةِ وَالرَّحْمَةِ وَالرِّضْوَانِ وَالْمَغْفِرَةِ
وَبَارِكْ لِىْ فِيْمَا اَرْجِعُ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلٍ اَوْ مَالٍ
اَوْ قَلِيْلٍ اَوْ كَثِيْرٍ وَبَارِكْ لَهُمْ فِىَّ

اور بہت کہے ؛۔

اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْنِىْ مِنَ النَّارِ ::

فصل سوم وقوف مشعر الحرام میں

اسمیں ۲ دو مقصد ہیں

مقصد اول :۔ بیان میں واجبات کے

پس عرفات سے فارغ ہو کر چاہیئے کہ شب مشعر الحرام میں گذارے اور بعض علماء اس بیتوتت کو بنابر اکثریت واجب جانتے ہیں اور یہ احوط ہے

اور نیت اسطرح کرے کہ شب گذارتا ہوں[عہ] میں مشعر الحرام میں واسطے رضائے خدا کے قربۃً الی اللہ اور جب صبح طالع ہو تو اسطرح سے نیت کرے کہ وقوف کرتا ہوں[عہ] یعنی ٹھہرتا ہوں میں مشعر الحرام میں اسوقت سے طلوع آفتاب تک واسطے حج تمتع حجۃ الاسلام کے واجب قربۃً الی اللہ اور اشہر و احوط طلوع آفتاب تک رہنا واجب ہے اگر عمداً قبل طلوع آفتاب کے نکلے اور وادی محسّر سے باہر نکلجائے تو گنہگار ہے اور بعض علمار اس صورت میں ایک گوسفند کفارہ واجب جانتے ہیں یہاں پر چند مسئلے ہیں:-

پہلا مسئلہ:- وقوف مشعر رکن ہے اور پورا وقوف واجب ہے پس اگر کل وقوف ترک کرے تو حج باطل ہے لیکن کبھی وقوف مشعر ساقط بھی ہوتا ہے مثل اس کے کہ جس شخص نے مشعر میں بقصد وقوف رات گذاری ہو اور بعد

عہ نیت بیتوتت مشعر۔ عہ نیت وقوف مشعر

طلوع فجر کے وقوف دشوار ہو مثل عورتوں اور بوڑھوں اور مریضوں کے کہ بسبب انبوہ کثیر کے زحمت شاقہ میں پڑجائیں یا جو لوگ بسبب کسی امر ضروری کے معذور ہو جائیں تو جائز ہے کہ قبل طلو فجر کے منیٰ کیطرف روانہ ہو جائیں اور اگر بغیر عذر کے ایسا کریں پس اگر مشعر میں رات کو رہنے کے علاوہ وقوف عرفات فوت نہوا ہو تو بعض علمار کے نزدیک جب بھی حج صحیح ہے ہاں کفّارہ میں ایک گوسفند ذبح کرنا لازم ہے اور یہ قول قوّۃ سے خالی نہیں ہے اگرچہ اس کے خلاف احوط ہے

دوسرا مسئلہ:- جو شخص وقوف مشعر کے وقت معیّن کو کسی وجہ سے نہ پائے تو اُسکو زوال کے قبل تک تھوڑا سا وقوف کافی ہے پس وقوف مشعر کے تین وقت ہیں۔ ایک تو شب عید اُن لوگوں کے لئے جو بعد طلوع فجر مشعر میں نہ رہ سکتے ہوں جیسا کہ گذرا دوسرے طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان میں

کہ جو معیّن ہے۔ تیسرا وقت طلوع آفتاب سے زوال
تک کسی وقت جو وقت معین تک نہ پہنچ سکے۔

تیسرا مسئلہ:۔ معلوم ہوا وقوف عرفات
اور وقوف مشعر کے دو وقت ہیں اختیاری و اضطراری
پس دونوں وقوف دونوں قسموں کے ممکن ہونے یا
نہ ہونے میں نو صُورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ کہ دونوں
وقوف اختیاری بجالائے پس صحّت حج میں اشکال
نہیں ہے۔ دوسری صورت یہ کہ کوئی وقوف بجا نہ لائے
پس بطلان حج میں کوئی اشکال نہیں ہے ایسی صورت
میں اُس احرام حج کو احرام عمرۂ مفردہ سے بدل کرے
اور اُس کے مناسک پورے کرکے محل ہو جائے اور
اگر قربانی کے واسطے گوسفند ہمراہ ہو تو ذبح کرے اور
مستحب ہے کہ حاجیوں کے ہمراہ منیٰ میں رہے اور
جب مکہ آئے تو عمرہ کے افعال بجالائے اور سال
آئندہ حج کرے اگر حج واجب ہونے کی مقررہ شرطیں

رہیں۔

تیسری صورت یہ کہ وقوف عرفہ اختیاری اور وقوف
مشعر اضطراری بجالائے۔

چوتھی صورت یہ کہ برعکس اسکے یعنی وقوف عرفہ
اضطراری اور وقوف مشعر اختیاری کرے اور ان دونوں
صورتوں میں حج صحیح ہے اور دونوں مسئلوں پہ دعوائ
اجماع ہوا ہے۔

پانچویں صورت یہ کہ دونوں وقوف اضطراری بجا
لائے ایسی صورت میں صحت حج میں اختلاف ہے صحت
بعید نہیں ہے لیکن احوط یہ ہے کہ اگر شرائط وجوب باقی
رہیں تو سال آئندہ حج کا اعادہ کرے۔

چھٹی صورت یہ کہ وقوف مشعر اضطراری فقط بجالائے
یہاں بھی صحت حج میں اختلاف ہے مگر اقویٰ و اشہر
بطلان حج ہے۔

ساتویں صورت یہ کہ وقوف عرفہ اختیاری فقط پالے

اس صورت میں اشہر صحت حج ہے بلکہ بعض علماء نے اختلاف سے انکار کیا ہے لیکن اختلاف ثابت ہے۔

آٹھویں صورت یہ کہ وقوف مشعر اختیاری حاصل کرے اس صورت میں ظاہراً صحت حج ہے اور ظاہرا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

نویں صورت یہ ہے کہ وقوف عرفہ صرف اضطراری پالے ایسی صورت میں حج صحیح نہیں ہے۔

مقصد دوم: مستحبات وقوف مشعر الحرام میں۔ پس سنت ہے کہ نہایت اطمینان اور وقار سے استغفار پڑھتا ہوا مشعر الحرام کی طرف روانہ ہو جب سرخ ٹیلے پر پہنچے داہنی طرف سے کہے:۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ مَوْقِفِيْ وَزِدْ فِيْ عَمَلِيْ وَسَلِّمْ لِيْ دِيْنِيْ وَتَقَبَّلْ مِنِّيْ مَنَاسِكِيْ۔

اور شہید علیہ الرّحمۃ نے دروس میں لکھا ہے کہ

بعد اس کے یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ هٰذَا الْمَوْقِفِ وَارْزُقْنِيْهِ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِيْ۔

اور چاہیئے کہ اونٹ کو تیز نہ دوڑائے اور کسی کو اذیت نہ پہنچائے اور اونٹ چلاتے ہوئے بہت کہے:

اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ۔

اور نماز مغرب و عشاء میں تاخیر کرے جب تک کہ مشعر الحرام پہنچے اگرچہ ثلث شب گذر جائے اور اگر کوئی امر ایسا لاحق ہو کہ جس سے نصف شب تک نہ پہنچے تو نماز پڑھ لے اور دونوں نمازوں یعنی مغرب و عشاء کو ساتھ پڑھے ایک اذان اور دو اقامت سے اور نوافل کو درمیان میں نہ پڑھے بلکہ بعد نماز عشاء کے پڑھے اور احوط یہ ہے کہ جب مشعر الحرام پہنچے تو رات گذارنے کی نیت کرے جیسا کہ گذرا اور یہ بھی گذرا کہ اظہر و احوط وجوب بیتوت مشعر ہے اور مستحب ہے کہ درمیان میں میدان کے

داہنی طرف منزل کرے اور یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَجْمَعَ لِیْ فِیْھَا جَوَامِعَ الْخَیْرِ اَللّٰھُمَّ لَا تُؤْیِسْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ سَئَلْتُکَ اَنْ تَجْمَعَہٗ لِیْ فِیْ قَلْبِیْ ثُمَّ اَطْلُبُ مِنْکَ اَنْ تُعَرِّفَنِیْ مَا عَرَّفْتَ اَوْلِیَآئَکَ فِیْ مَنْزِلِیْ ھٰذَا وَاَنْ تَقِیَنِیْ جَوَامِعَ الشَّرِّ،

اور جہانتک ہوسکے اس شب کو عبادت الٰہی میں بسر کرے کیونکہ حدیث میں ہے کہ اس شب دروازے آسمان کے بند نہیں ہوتے اور آوازیں مؤمنین کی اوپر جاتی ہیں اور خداوند عالم فرماتا ہے میں تمہارا خدا ہوں اور تم میرے بندے ہو تم نے میرا حق ادا کیا مجھپر لازم ہے کہ تمہاری دعا کو قبول کروں۔ پس اُن میں سے بعض کے تو گناہ تمام بخش دیتا ہے اور بعض کے کچھ گناہ بخشتا ہے۔ اور سنت ہے کہ رمی جمرات کے واسطے اسی شب اسی جگہ سے ستر سنگریزے

اُٹھالے اور سنت ہے کہ غسل کرلے اور حال وقوف میں باوضو رہے اور جو دعائیں ائمہ علیہم السلام سے منقول ہیں پڑھے اور حمد وثنائے الٰہی بجالائے اور یہ دعا بھی پڑھے

اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ فُکَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَوْسِعْ عَلَیَّ مِنْ رِزْقِکَ الْحَلَالِ الطَّیِّبِ وَادْرَأْ عَنِّیْ شَرَّ فَسَقَۃِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ خَیْرُ مَطْلُوْبٍ اِلَیْہِ وَخَیْرُ مَدْعُوٍّ وَخَیْرُ مَسْئُوْلٍ وَلِکُلِّ وَافِدٍ جَآئِزَۃٌ فَاجْعَلْ جَآئِزَتِیْ فِیْ مَوْضِعِیْ ھٰذَا اَنْ تُقِیْلَنِیْ عَثْرَتِیْ وَتَقْبَلَ مَعْذِرَتِیْ وَاَنْ تَجَاوَزَ عَنْ خَطِیْئَتِیْ ثُمَّ اجْعَلِ التَّقْوٰی مِنَ الدُّنْیَا زَادِیْ وَتَقْلِبَنِیْ مُفْلِحًا مُنْجِحًا مُسْتَجَابًا لِیْ بِاَفْضَلِ مَا یَرْجِعُ بِہٖ اَحَدٌ مِنْ وَفْدِکَ وَزُوَّارِ بَیْتِکَ الْحَرَامِ؛

اور اپنے ماں باپ اور بھائی اور اہل ومال اور

فرزندوں کے لئے بہت دعا کرے اور بعض علماء کے نزدیک دعا کرنا واجب ہے اور بہتر ہے کہ امام کے سوا سب لوگ قبل طلوع آفتاب کے وہاں سے روانہ ہو جائیں لیکن وادی محسّر سے باہر نہ جائیں جب تک کہ آفتاب نہ نکلے اور جب دھوپ کوہِ ثبیر تک پہنچے تو سات مرتبہ اپنے گناہوں کا اقرار اور سات مرتبہ استغفار کرے اور جب روانہ ہو تو ذکر خدا اور استغفار کرتا ہوا اطمینان و وقار سے راہ چلے اور جب وادی محسّر پہنچے پس اگر پیادہ ہو تو تیزی سے راہ چلے مثل اونٹ کے یعنی ہرولہ کرے اور اگر سوار ہو تو سواری کو تیز ہانکے اور اگر ہرولہ بھول جائے تو واپس آئے اور ہرولہ سے چلے اور وقت ہرولہ کے کہے:

اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَهْدِیْ وَاقْبَلْ تَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَاخْلُفْنِیْ بِخَیْرٍ فِیْمَا تَرَكْتُ بَعْدِیْ۔

اور کہے:۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَجَلُّ الْاَكْرَمُ:۔

فصل چہارم واجبات منیٰ میں

مکلف پر واجب ہے کہ مشعر سے فارغ ہونے کے بعد روز عید منیٰ میں آئے وہاں ترتیب وار تین امر واجب ہیں۔

پہلا واجب:۔ جمرۂ عقبہ کو سات سنگریزے مارنا اور اس کا وقت بعد طلوع آفتاب کے غروب تک ہے اگر بھول جائے تو تیرھویں تک بجا لا سکتا ہے اور یاد نہ آئے تو سال آئندہ تک بجا لائے یا نائب کرے اور شرط یہ ہے کہ سنگریزہ ایسا ہو جس کو سنگریزہ کہیں نہ بہت بڑا ہو نہ بہت چھوٹا

اور زمین حرم سے وہ سنگریزے اُٹھائے گئے ہوں جہاں سے چاہے مگر سنّت ہے کہ شب بیتوتت مشعر الحرام سے اُٹھالے اور یہ بھی شرط ہے کہ کسی نے صحیح طور سے اُس کنکری سے رمی نہ کی ہو اور رمی میں چند امور واجب ہیں۔ پہلے نیّت اسطرح سے۔ اس جمرۂ عقبہ کو سات کنکریاں مارتا ہوں میں آج کے دن بروز عید قرباں حج تمتع میں واجب قربۃً الی اللہ۔

دوسرے اس طرح سے پھینکنا جسکو رمی کہیں اور اگر ایسا مارے کہ جسکو رمی نہ کہیں جیسے جمرہ پہ رکھ دیں یا ہاتھ سے چھوڑ دیں یہ کافی نہ ہوگا۔

تیسرے یہ کہ ایسا مارے کہ سیدھا عقبہ پر جاکر لگے اگر دوسری جگہ جاکر لگے یا کسی حیوان کے ذریعہ سے یا دوسرے شخص کے ذریعہ سے جاکر لگے تو کافی نہیں ہے۔ اور اگر شک کرے کہ سنگریزہ پہنچا یا نہیں تو بنا نہ پہنچنے پر رکھے۔ چوتھے یہ کہ سات عدد سنگریزے ہوں۔ پانچویں یہ کہ اُن سات سنگریزوں کو ایک دفعہ

نہ مارے اگرچہ پڑنے میں ایک کے پیچھے ایک پڑے بلکہ واجب ہے کہ ایک کے بعد ایک مارے اگرچہ پڑنے میں ایک دفعہ پڑیں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور سنت ہے کہ سنگریزے سرمئی رنگ کے ہوں یا اور کسی رنگ کے اور نقطہ دار اور ایک ایک کر کے چنا ہوا اور نہ بہت سخت ہوں نہ زیادہ نرم ہوں بلکہ متوسط اور اُنگلی کے پور کے برابر ہوں اور سنت ہے کہ سنگریزے مارتے وقت سوار نہ ہو بلکہ پیادہ ہو اور باوضو ہو اور بعض علماء طہارت کو واجب جانتے ہیں اور چاہیئے کہ سنگریزے بائیں ہاتھ میں رکھے اور داہنے ہاتھ سے ایک ایک سنگریزہ اُٹھائے اور کہے :-

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ حَصَیَاتِیْ فَاَحْصِھِنَّ لِیْ وَارْفَعْھُنَّ فِیْ عَمَلِیْ،

اور ہر سنگریزہ مارتے وقت یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ادْحَرْ عَنِّی الشَّیْطَانَ اَللّٰھُمَّ

تَصۡدِیقًا بِکِتَابِكَ وَعَلٰی سُنَّةِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡهُ لِیۡ حَجًّا مَبۡرُوۡرًا وَعَمَلًا مَقۡبُوۡلًا وَسَعۡیًا مَشۡکُوۡرًا وَذَنۡبًا مَغۡفُوۡرًا

اور درمیان جمرہ اور سنگریزہ مارنے والے کے دس یا بارہ ذراع[1] کا فاصلہ ہونا چاہیئے اور پشت بقبلہ اور منہ طرف جمرہ کے کر کے کھڑا ہو اور سنگریزے کو انگوٹھے پہ رکھ کر انگشت شہادت کے ناخن سے حرکت دے کے پھینکے پس جب جمرۂ عقبہ کو مار کے منیٰ میں اپنی جگہ واپس آئے تو کہے:۔

اَللّٰهُمَّ بِكَ وَثِقۡتُ وَعَلَیۡكَ تَوَکَّلۡتُ فَنِعۡمَ الرَّبُّ وَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ:

دوسرا واجب:۔ واجبات منیٰ سے حج تمتع کے حاجی پہ قربانی کرنا ہے ہر ایک شخص پہ جس نے حج تمتّع کیا ہے ایک قربانی واجب ہے پس کئی شخصوں کے لئے ایک قربانی کافی نہیں ہے

[1] ذراع یعنے ہاتھ بھر ۱۲ منہ

علی الاشہر والاظہر والاحوط اور ہدی خریدنے پہ قادر نہ ہو تو دس دن روزہ رکھے تین روز حج میں اور سات روز بعد مراجعت کے اور اگر اُس وقت قربانی نہ ملے تو قیمت اُس کی کسی معتمد کے پاس رکھے کہ آخر ماہ ذیحجہ تک لیکر ذبح کرے اور اگر اس سال نہ ملے تو سال[1] آئندہ کرے اور اگر ہدی ناقص ملے تو احوط یہ ہے کہ سال آئندہ ہدی تام کرے اور اگر قربانی بالکل نہ ملے نہ ناقص نہ تام تو احوط یہ ہے کہ دس روزے بھی رکھے اور سال آئندہ ہدی تام بھی کرے اور اگر ذبح فراموش کرے یا اور کسی عذر سے بروقت نہ کر سکے تو اب ایام تشریق بلکہ آخر ذیحجہ تک جائز ہے اور اگر قربانی کے واسطے اونٹ ہو تو چاہیئے کہ چھٹے سال میں داخل ہوا ہو اور اگر گائے ہو تو احوط یہ ہے کہ تیسرے سال میں داخل ہوا ور گوسفند اگر دُنبہ ہو تو آٹھویں مہینہ میں داخل ہوا ہو اور احوط یہ ہے کہ ایک سال تمام کر کے دوسرے سال میں داخل ہوا ور اگر بکرا ہو تو احوط یہ ہے

[1] اس صورت میں حسب مذکور روزے رکھنا بھی احوط ہے ۱۲ آقا اصفہانی مدظلہ

تَصۡدِیقاً بِکِتَابِکَ وَعَلٰی سُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡہُ لِیۡ حَجّاً مَبۡرُوۡرًا
وَعَمَلاً مَقۡبُوۡلاً وَسَعۡیاً مَشۡکُوۡرًا وَذَنۡباً مَغۡفُوۡرًا

اور درمیان جمرہ اور سنگریزہ مارنے والے کے دس یا بارہ ذراع[1] کا فاصلہ ہونا چاہیئے اور پشت بقبلہ اور منہ طرف جمرہ کے کر کے کھڑا ہو اور سنگریزے کو انگوٹھے پہ رکھ کر انگشت شہادت کے ناخن سے حرکت دے کے پھینکے پس جب جمرۂ عقبہ کو مار کے منٰی میں اپنی جگہ واپس آئے تو کہے:۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ وَثِقۡتُ وَعَلَیۡکَ تَوَکَّلۡتُ
فَنِعۡمَ الرَّبُّ وَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ:

دوسرا واجب:۔

واجبات منٰی سے حج تمتع کے حاجی پہ قربانی کرنا ہے ہر ایک شخص پہ جس نے حج تمتع کیا ہے ایک قربانی واجب ہے پس کئی شخصوں کے لئے ایک قربانی کافی نہیں ہے

[1] ذراع یعنے ہاتھ بھر ۱۲ منہ

علی الاشہر والاظہر والاحوط اور ہدی خریدنے پہ قادر نہ ہو تو دس دن روزہ رکھے تین روز حج میں اور سات روز بعد مراجعت کے اور اگر اُس وقت قربانی نہ ملے تو قیمت اُس کی کسی معتمد کے پاس رکھے کہ آخر ماہ ذیحجہ تک لیکر ذبح کرے اور اگر اس سال نہ ملے تو سال[1] آئندہ کرے اور اگر ہدی ناقص ملے تو احوط یہ ہے کہ سال آئندہ ہدی تام کرے اور اگر قربانی بالکل نہ ملے نہ ناقص نہ تام تو احوط یہ ہے کہ دس روزے بھی رکھے اور سال آئندہ ہدی تام بھی کرے اور اگر ذبح فراموش کرے یا اور کسی عذر سے بروقت نہ کر سکے تو اب ایام تشریق بلکہ آخر ذیحجہ تک جائز ہے اور اگر قربانی کے واسطے اونٹ ہو تو چاہیئے کہ چھٹے سال میں داخل ہوا ہو اور اگر گائے ہو تو احوط یہ ہے کہ تیسرے سال میں داخل ہو اور گوسفند اگر دُنبہ ہو تو آٹھویں مہینہ میں داخل ہوا ہو اور احوط یہ ہے کہ ایک سال تمام کر کے دوسرے سال میں داخل ہو اور اگر بکرا ہو تو احوط یہ ہے

[1] اس صورت میں حسب مذکور روزے رکھنا بھی احوط ہے ۱۲ آقا اصفہانی مدظلہ

کہ تیسرے سال میں داخل ہو اور شرط یہ ہے کہ قربانی صحیح ہو اور اُس کے تمام اجزا برابر ہوں پس جو جانور بیمار یا نابینا یا لنگڑا یا بوڑھا یا کوئی عضو کٹا ہوا یا عیب دار ہو وہ کافی نہیں ہے یہانتک کہ اگر تھوڑا سا کان کٹا ہو یا ذراسی سینگ ٹوٹی ہو تو کافی نہیں ہے اور چاہیئے کہ لاغر بھی نہ ہو اور مشہور یہ ہے کہ اسی قدر کافی ہے کہ گردوں میں چربی ہو اور احوط یہ ہے کہ اس کے علاوہ لاغر بھی نہ ہو اور اگر کان میں شگاف ہو یا سوراخ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ احوط ترک ہے اور وہ حیوان کہ جسکی خلقت میں سینگ یا کان یا دم دراصل نہ ہو اور حیوان موجور یعنی جس کے خصیے مل ڈالے ہوں ایسی قسموں کے حیوان کا قربانی میں نہونا احوط ہے اور خصی یعنی جسکے خصیئے نکالڈالے ہوں پس اظہر یہ ہے کہ وہ کافی نہیں ہے اور اگر کسی حیوان کو بے عیب سمجھکر خریدے اور قربانی میں ذبح کرے بعد معلوم ہو کہ عیب دار تھا تو کافی نہیں ہے اور اگر فربہ سمجھ کر خریدی

اور ذبح کرے پھر معلوم ہو کہ لاغر ہے تو کافی ہے اور اگر گمان لاغری کا رکھتا ہو لیکن یہ اُمید ہو کہ فربہ اور موافق مطلوب خداوند عالم ہوگا بعد فربہ ظاہر ہو جب بھی کافی ہے لیکن اگر احتمال فربہ ہونے کا نہ تھا یا احتمال تھا لیکن موافق مطلوب الٰہی کے اُمید نہ ہو بلکہ لاپروائی سے ذبح کرے تو بنا بر ظاہر کے کافی نہیں ہے اور احوط یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصّے کرے ایک خود لے دوسرا مؤمنین کو تحفہ دے تیسرا حصّہ فقرا کو صدقہ دے اور احوط یہ ہے کہ ہدیہ اور صدقہ ہر ایک ذبیحہ کا تیسرا حصّہ ہو اور ہدیہ اور صدقہ مؤمنین ہی کو دینا چاہیئے۔ اس زمانہ میں جو قربانیاں وہاں ہوتی ہیں اکثر بلکہ ہمیشہ حبشی لوگ جن کے ایمان بلکہ اسلام کا بھی پتہ نہیں ہے لیجاتے ہیں اُن لوگوں کو دینا جائز نہیں ہے پس پہلے اُس میں سے تھوڑا سا خود لے بعد اس کے ثلث اپنے رُفقا میں سے کسی مومن مستحق کو دے اور ثلث برادران مؤمنین کو ہدیہ دے اگرچہ ہر ایک

کے حصّہ کو جدا نہ کیا ہو پس جن لوگوں کو ہدیہ یا صدقہ دیا ہے
اگر وہ لوگ سودانی فقیروں کو دیدیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے
اور اگر حصّہ لگانے سے قبل قربانی کو چوری سے یا چھین جھپٹ
کر سودانی لوگ لے جاویں تو قربانی باطل نہ ہوگی اور نہ اُسکا
اعادہ واجب ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ جس شخص کو ناقص
ہدی ممکن ہو اور کامل ممکن نہ ہو سکے تو احوط یہ ہے کہ ناقص
قربانی بھی کرے اور دس روزے بھی رکھے خصوصاً اگر
قربانی خصّی ہو اور اگر قربانی بالکل ممکن نہ ہو جب بھی دس
روزے تو بہر حال قربانی کے بدلے واجب ہیں تین روزے
تو برابر سفر حج میں ساتویں تاریخ سے نویں تک اور اگر
ساتویں کو روزہ شروع نہ کیا ہو تو چاہئے کہ منیٰ سے واپس
آکر روزے رکھے مگر احوط یہ ہے کہ اب روزے رکھنے
میں جلدی کرے اگرچہ تاخیر ان روزوں کی آخر ماہ ذیحجہ تک
جائز ہے۔ اور اگر پہلے سے معلوم ہو کہ قربانی نہ ممکن ہوگی تو
ذیحجہ کی پہلی تاریخ سے یہ تین روزے رکھنا جائز ہے اور

جواز اس کا قوّت سے خالی نہیں ہے اور اگر تین روزے
رکھنے کے بعد قربانی ممکن ہو جائے تو احوط قربانی کرنا ہے
اگرچہ ایسی صورت میں روزوں کا کافی ہونا قوۃ سے خالی
نہیں ہے۔ پس جب تین روزے قربانی کے عوض سفر میں
رکھلئے تو سات روزے باقی کے گھر پہونچکر رکھے اور احوط
یہ ہے کہ یہ روزے بھی پے درپے رکھیں۔

بیان میں مستحبّات قربانی کے

مستحب ہے کہ قُربانی میں اونٹ ہو اور اگر اونٹ نہ ہو سکے
تو گائے اور اگر گائے بھی نہ ہو سکے تو گوسفند یا بکرا کافی
ہے۔ اور مستحب ہے کہ قربانی فربہ ہو۔ اور اگر قربانی میں
اونٹ یا گائے ہو تو مادہ ہو اور اگر گوسفند یا بکرا ہو تو نر ہو
اور مستحب ہے کہ اونٹ کو کھڑے ہو کر نحر کرے اور سامنے
کے پیر کے سر لیسے زانو تک باندھ دے اور اُس کے
داہنے طرف کھڑا ہو اور چھرا یا نیزہ یا خنجر اُس کی گردن کے

گڑھے میں پھونکدے۔ اور نحر یا ذبح کے وقت یہ دعا پڑھے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ اِنَّ صَلٰوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي اور بعض روایات سے یہ تتمہ پایا جاتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ خَلِيلِكَ وَمُوسٰى كَلِيمِكَ وَمُحَمَّدٍ حَبِيبِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَعَلَيْهِمْ اور سنّت ہے کہ قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح یا نحر کرے اور اگر نہ جانتا ہو تو ہاتھ ذبح یا نحر کرنے والے کے ہاتھ پر رکھدے۔

تیسرا امر واجبات منیٰ سے۔ سر منڈانا یا تقصیر کرنا ہے اور جو لوگ اپنے بالوں کو جوؤں کے مارے شہد اور گوند سے چپکا لیتے ہیں یا جو لوگ بالوں کو اپنے لپیٹ لیا کرتے ہیں یا گرہیں لگایا کرتے ہیں یا جن لوگوں کا

پہلا حج ہو ان سب کے لئے احوط سر منڈانا ہے تقصیر کافی نہیں ہے۔ اور عورت اور خنثیٰ کو سر منڈانا جائز نہیں ہے بلکہ تقصیر کافی ہے اور نیّت اس طرح سے کرے کہ سر منڈاتا ہوں یا تقصیر کرتا ہوں میں واسطے محل ہونے کے احرام حج تمتع سے واجب قربۃً الی اللہ۔ اور بہتر یہ ہے کہ نائی بھی نیّت کرے پس جب حاجی سر منڈا لے یا تقصیر کر لے تو جو کچھ بسبب احرام کے حرام ہو گیا تھا وہ سب حلال ہو جاتا ہے سوائے عورت اور شکار اور خوشبو کے اور رمی و ذبح و حلق میں بنا بر اشہر و احوط کے ترتیب لازم ہے۔ اگر خلاف ترتیب کے کرے اسطرح سے کہ پہلے قربانی کرے پھر رمی یا پہلے سر منڈائے پھر رمی یا قربانی کرے پس اگر بھولے سے ایسا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر عمداً ایسا کرے جب بھی مشہور درمیان علما کے یہ ہے کہ اعادہ واجب نہیں ہے۔ لیکن اس کی دلیل میں تامّل ہے اگر احتیاط ممکن ہو تو ترک نہ کرے یعنے اگر پہلے قربانی کی پھر

رمی کی تو احتیاطاً پھر قربانی کرے یا پہلے سر منڈائے
یا تقصیر کرے تو احتیاطاً پھر ترتیب سے تینوں امر بجا لائے
اور یہ احتیاط ترک نہ کرے۔ اور جاننا چاہیئے کہ اگر کوئی
شخص روز عید سر منڈانا یا تقصیر کرنا بھول جائے
یہانتک کہ منیٰ سے باہر جائے تو اس امر کیلئے مراجعت
واجب ہے اگر مراجعت ممکن نہ ہو تو اپنی جگہ پر سر منڈائے
یا تقصیر کرے اور بال منیٰ میں بھیجدے بشرط امکان
اور جبکہ منیٰ میں واپس آنا حلق یا تقصیر کے لئے ممکن ہو تو
بعد اس کے اعادہ طواف بھی واجب ہے اور مستحب ہے
کہ سر منڈاتے وقت قبلہ کے طرف منہ کر کے بیٹھے اور
داہنی طرف سے شروع کرے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ
اَعْطِنِیْ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ نُوْرًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور سنّت ہے
کہ موئے سر کو اپنے خیمہ میں منیٰ میں دفن کرے اور احوط
یہ ہے کہ اطراف سر اور ڈاڑھی اور مونچھوں سے بھی
بطور اصلاح کچھ بال لے اور ناخن کٹوائے اور جاننا

چاہیئے کہ سر منڈانے کے بعد جو چیزیں حالتِ احرام میں حرام
ہو گئی تھیں وہ سب حلال ہو جاتی ہیں سوائے خوشبو اور
عورت اور شکار کے لیکن شکار حرمت حرم کی وجہ سے حرام
رہے گا جب تک حرم میں قیام رہے نہ بسبب احرام کے

فصل پنجم!

اُن چیزوں کے بیان میں جو بعد ادائے مناسک منیٰ
کے واجب اور سنّت ہیں اس کے دو مقصد ہیں۔

مقصد اوّل واجبات کے بیان میں۔ پس واجب
ہے کہ طواف زیارت اور نماز طواف اور سعی اور طواف نساء اور نماز
طواف نساء کے لئے مکّہ میں آئے اور اس لئے گیارھویں تاریخ
تک تاخیر کرنا جائز ہے مگر بارھویں تک تاخیر کے
جائز ہونے میں اختلاف ہے احوط تاخیر نہ کرنا ہے
اگرچہ بعد ایام تشریق تاخیر کا جائز ہونا آخر ذیحجہ
تک بعید نہیں ہے۔ اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ قبل روانہ

ہونے عرفات ومشعر ومنیٰ کے بھی طواف کا مقدم کرنا
جائز نہیں ہے مگر اُس کو جسے معلوم ہو کہ مکّہ میں واپس
آنے کے بعد ممکن نہ ہوگا مثلاً عورت کو حیض یا نفاس میں
گرفتار ہونے کا اندیشہ ہو اور پاک ہونے تک رہنے کا
موقع نہ ہو یا مرد پیر عاجز جو منیٰ سے مراجعت کے بعد
بسبب کثرت مردم کے طواف نہ کرسکے اس صورت
میں اظہر یہ ہے کہ عرفات ومشعر ومنیٰ سے پہلے طواف
وسعی جائز ہے اور بعض علما نے اس صورت میں بھی
منع کیا ہے پس اگر بسبب عذر کے مقدم کرے تو بعد میں
اگر ممکن ہو اعادہ احوط ہے یا ایام تشریق یا آخر ماہ ذیحجہ
تک جب ممکن ہو اور اگر جانتا ہو کہ آخر ماہ تک بھی طواف
ممکن نہ ہوگا تو بے تامّل تقدیم واجب ہے لیکن احوط
یہ ہے کہ ایسی صورت میں بھی نائب کرے اور اگر پہلے
یہ گمان نہ تھا کہ مانع لاحق ہو جائے گا لیکن اتفاقاً کوئی
امر مانع ہو جائے طواف وسعی وغیرہ سے مثلاً بیمار

ہو جائے یا رفقا جانے لگیں اور یہ شخص بغیر رفقا کے رہ
نہ سکے تو ظاہر یہ ہے کہ نائب معیّن کرے۔ اور کیفیت طواف
زیارت اور نماز طواف اور سعی وہی ہے جس کا بیان
عمرہ میں ہوا۔ اور طواف زیارت اور نماز طواف اور سعی
کے بعد جو امور حالتِ احرام میں حلق یا تقصیر کے بعد
حرام رہگئے تھے اُن میں سے خوشبو حلال ہو جائے گی
اور بعض علما کے نزدیک طواف اور نماز طواف کے
بعد خوشبو حلال ہوتی ہے لیکن پہلا حکم احوط واقویٰ ہے
بعد سعی کے خوشبو استعمال کرے اور بعد طواف نساء
اور نماز طواف نساء کے عورت بھی حلال ہو جائیگی
اور طواف نساء کی کیفیت مثل طواف سابق کے ہے
اور شکار بسبب حرم کی حرمت کے حرام رہے گا نہ بسبب
احرام کے۔ اور احوط یہ ہے کہ قبل طواف نساء کے خوشبو
بھی استعمال نہ کرے اگرچہ اقویٰ جواز ہے پس حاجی
متمتع پر بتدریج تین مرتبہ محرمات احرام حلال ہوتے ہیں۔

پہلی مرتبہ سر منڈانے یا تقصیر کے بعد دوسری مرتبہ
بعد سعی کے تیسری مرتبہ بعد نماز طواف نسار کے اور
بعض علما کے نزدیک طواف نسار کے بعد عورت حلال
ہو جاتی ہے نماز پر موقوف نہیں ہے لیکن پہلا قول
اقوی واحوط ہے بعد اس کے معلوم ہو کہ طواف نسا
اگرچہ واجب ہے اور بغیر اس کے عورت حلال نہیں ہوتی
ہے لیکن مشہور علما میں یہ ہے کہ طواف نسار حج کا
رکن نہیں ہے پس عمداً ترک کرنا اس کا مثل طواف زیارت
یا طواف عمرہ کے نہیں ہے جو حج یا عمرہ فاسد ہو جائے۔
بلکہ واجب ہے کہ طواف نسار بجالائے کیونکہ جب تک
نہ بجالائے عورت اس پر حلال نہیں ہو سکتی نہ اس کا
عقد صحیح ہوگا۔ اور نہ کسی کے عقد پر گواہی دینا صحیح ہوگا۔

مقصد دوم ان امور کا بیان جو طواف زیارت
اور سعی اور طواف نسار میں مستحب ہیں پس پہلے مستحب
یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو منیٰ سے تینوں امور واجب بجالا کر

اسی دن یعنی عید ہی کے دن مکہ میں آئے لبقیہ مناسک
کے لیے اور اگر اس دن نہ ہو سکے تو دوسرے دن یعنے
گیارہویں تاریخ اور احوط یہ ہے کہ گیارہویں تاریخ
سے زیادہ تاخیر نہ کرے لیکن اگر معذور ہو تو تاخیر
جائز ہے اور سنت ہے کہ غسل کر کے مسجد الحرام کے
طرف ذکر خدا اور تمجید و تعظیم الٰہی کرتے ہوئے اور
صلوات حضرت محمد و آل محمد پر بھیجتے ہوئے روانہ ہو۔
جب مسجد کے دروازے پر پہونچے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ
اَعِنِّیْ عَلٰی نُسُکِیْ وَسَلِّمْنِیْ لَہٗ وَسَلِّمْہُ لِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ
مَسْئَلَۃَ الْعَلِیْلِ الذَّلِیْلِ الْمُعْتَرِفِ بِذَنْبِہٖ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ
ذُنُوْبِیْ وَاَنْ تُرْجِعَنِیْ بِحَاجَتِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ
وَالْبَلَدُ بَلَدُکَ وَالْبَیْتُ بَیْتُکَ جِئْتُ اَطْلُبُ رَحْمَتَکَ
وَاَؤُمُّ طَاعَتَکَ مُتَّبِعًا لِاَمْرِکَ رَاضِیًا بِقَدَرِکَ
اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمُضْطَرِّ اِلَیْکَ الْمُطِیْعِ لِاَمْرِکَ
الْمُشْفِقِ مِنْ عَذَابِکَ الْخَائِفِ لِعُقُوْبَتِکَ اَنْ

تُبَلِّغَنِیْ عَفْوَكَ وَتُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ
پس حجر اسود کے پاس آئے اور بوسہ دے اور طواف
عمرہ میں جو کچھ بجالایا تھا وہی بجالائے اور تکبیر کہے
اور نیّت کرے اور بطریق مذکور جیسے طواف عمرہ میں
ذکر ہوا سات شوط بجالائے اور آداب اس طواف اور
نماز وسعی وطواف نساء و نماز طواف نساء کے وہی ہیں
جو طواف و سعی عمرہ میں گذرے۔

فصل ششم!

شبہائے تشریق منیٰ میں گذارنے کے بیان میں پس
اگر حاجی روز عید ادائے مناسک کے لئے مکّہ جائے تو
واجب ہے کہ گیارھویں اور بارھویں شب منیٰ میں رہنے
کے لئے واپس آئے اور تیرھویں شب منیٰ میں رہنا اُسکو
واجب ہے کہ جس نے احرام کی حالت میں عورت
اور شکار سے پرہیز نہ کیا ہو اور جو شخص ان دونوں

امروں سے احرام کی حالت میں محفوظ رہا ہو اُس کو
تیرھویں شب منیٰ میں رہنا لازم نہیں ہے اُس کو نفر
جائز ہے (نفر) یعنی بارھویں تاریخ بعد زوال آفتاب کے
منیٰ سے کوچ کرنا اور اگر اتفاقاً اُس دن یعنے بارھویں تاریخ
منیٰ میں گذرے یہانتک کہ آفتاب غروب ہو جاے
تو تیرھویں شب بھی رہنا واجب ہے اور جس شب منیٰ
میں رہنا واجب ہے اُسکی صبح کو جمرات ثلٰثہ کو رمی کرنا
بھی واجب ہے۔ اور منیٰ میں شب بسری کی نیّت کرنا
شام کا وقت داخل ہونے سے ہے۔ آور رہنے کی حد
نصف شب کے بعد تک ہے۔ لہٰذا اگر بعد نصف شب
کے منیٰ سے باہر جانا چاہے تو جاسکتا ہے لیکن احوط یہ
ہے کہ قبل طلوع فجر کے مکّہ میں داخل نہ ہو اور جو منیٰ
میں شب کو عمداً نہ رہے تو واجب ہے کہ ہر شب کے
عوض ایک گوسفند ذبح کرے اور نسیان یا جاہل مسئلہ
ہونے یا کسی عذر واقعی سے منیٰ میں شب کو نہ رہے

تو احتیاطاً جب بھی ترتیب کے عوض ایک گوسفند ذبح کرے اگرچہ معذور پر گناہ نہیں ہے اور عذر ایسا ہونا چاہیئے جسکی وجہ سے حقیقتاً منیٰ میں نہ رہ سکے مثل بیمار یا بیمار دار کے یا وہ کہ جس کو منیٰ میں رہنے سے مال کے ناقابلِ برداشت نقصان کا اندیشہ ہو یا گوسفندوں کو چرانے والا اور حاجیوں کو پانی پلانے والا بلکہ ظاہر اقوال علماء سے چرواہے اور حاجیوں کو پانی پلانے والے پر کفّارہ بھی نہیں ہے اور نہ اُن لوگوں کے لیۓ جو مسجد الحرام میں تمام شب عبادت خدا کرتے رہیں کسی وقت غافل نہ ہوں سوائے امر ضروری مثل کھانے پینے اور تجدید وضو کرنے کے اور سنّت ہے کہ جب مکّہ سے منیٰ کی طرف مراجعت کرے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ بِكَ وَثِقْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ فَنِعْمَ الرَّبُّ وَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

فصل ہفتم

جس شب منیٰ میں رہنا واجب ہے اُس کے دن میں جمرات ثلٰثہ کو بہ ترتیب سات سات سنگریزے مارنا واجب ہے۔ اس فصل میں واجبات اور مستحبّات رمی کا بیان ہے جس کے دو مقصد ہیں:۔

پہلا مقصد واجبات رمی میں پس رمی اس ترتیب سے واجب ہے۔ پہلے دن یعنی دسویں تاریخ جمرہ عقبہ کو سات سنگریزے مارے اور دوسرے اور تیسرے دن ہر روز پہلے جمرۂ اولیٰ کو سات سنگریزے مارے پھر جمرۂ وسطیٰ کو پھر اسی طرح جمرۂ عقبہ کو جو نزدیک مذبح اسماعیل کے ہے اور کسی وجہ سے تیرھویں شب بھی رہے تو اُس کے دن میں بھی جمرات ثلٰثہ کو سات سات سنگریزے مارنا بہ ترتیب واجب ہے اگر خلاف ترتیب بجا لائے تو اعادہ کرے البتہ اگر چار سنگریزے جمرے پر لگائے تھے اور پھر اس کے بعد والے جمرے پر مارنے جائے تو یہ خلاف ترتیب کے نہ ہوگا بلکہ بعد

کو باقی تین سنگریزے مارنا کافی ہے اگرچہ احوط یہاں بھی اعادہ ہے اور واجبات رمی وہی ہیں جو مناسکِ منیٰ میں ذکر ہوئے۔ پس جو شخص رمی جمرات کو بھول جائے چاہیئے کہ مکہ سے واپس آئے منیٰ میں اور رمی کرے اور اگر مکّہ سے نکلنے تک یاد نہ آئے تو چاہیئے کہ سال آئندہ قضا کرے یا نائب معیّن کرے۔ اور بیمار جو وقت پر صحّت پانے سے نااُمید ہو تو چاہیئے کہ نائب کرے. پھر اگر صحت پائے اور جمرات تک جاسکے تو اب اعادہ لازم نہیں ہے اگرچہ جب وقت پر صحت یاب ہو تو احوط اعادہ ہے اور اگر مریض سنگریزے مار نہ سکتا ہو لیکن ہاتھ میں لے سکتا ہو تو دوسرا شخص اس کے ہاتھ سے ایک ایک سنگریزہ لیتا جائے اور مارتا جائے اور اگر کوئی شخص عمداً رمی کو ترک کردے تو بنا بر اشہر واقوی کے حج اُس کا فاسد نہ ہوگا۔ اور بعض علمار کے نزدیک احتیاطاً سالِ آئندہ حج کا اعادہ کرے۔ اور واضح ہو کہ

رات کو روز گذشتہ یا آئندہ کے لئے رمی جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی عذر ایسا درپیش ہو کہ دن کو رمی کرنا ممکن نہ ہو تو اُس دن کی رمی رات کو کرسکتا ہے اور اگر کوئی شخص ایک دن رمی بھول جائے تو دوسرے دن پہلے روز گذشتہ کی قضا بجالائے بہ ترتیب پھر اُس دن کا واجب ادا کرے۔

دوسرا مقصد: مستحبات منیٰ میں گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں کو۔ واضح ہو کہ ان تین دنوں میں مستحب ہے کہ منیٰ سے بالکل باہر نہ جائے سوائے مناسک واجبی کے یہانتک کہ طواف مستحب کیلئے بھی نہ جائے۔ اور سنّت ہے کہ جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کو مارتے وقت رُو بقبلہ کھڑا ہو اور سنگریزے کو داہنے ہاتھ میں لے اور حمد وثنائے الٰہی بجالائے اور حضرت محمدؐ وآلِ محمدؐ پر صلوات بھیجے اور دعا کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ پس تھوڑا آگے

جائے اور دُعائے سابق پڑھے جو رمی کے وقت پڑھی جاتی ہے اور جمرۂ عقبہ کو مارتے وقت پشت بقبلہ کھڑا ہو اور علماء میں مشہور ہے کہ منیٰ میں تکبیر مستحب ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے۔ احوط یہ ہے کہ ترک نہ کرے منیٰ میں ہو یا اور کہیں ہو اگر منیٰ میں ہو تو پندرہ نمازوں کے بعد اور اگر دوسری جگہ ہو تو دس نمازوں کے بعد پہلی نماز اُن میں سے ظہر یوم النحر ہے اور بنا بر مشہور کے تکبیر اسطرح پڑھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا ھَدَانَا وَلَہُ الْحَمْدُ عَلٰی مَا اَوْلَانَا وَ رَزَقَنَا مِنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ اور بعض اخبار میں ہے کہ تیسری تکبیر کے بعد کہے وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا ھَدَانَا اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا رَزَقَنَا مِنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ اور بعض روایات میں یہی ہے اس فقرہ کی زیادتی کے ساتھ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

عَلٰی مَا اَبْلَانَا اور اگر بارھویں تاریخ بعد ظہر کے منیٰ سے کوچ کرے تو سنت ہے کہ اکیس سنگریزے منیٰ میں دفن کرے اور مستحب ہے کہ منیٰ میں جبتک رہے واجبی اور سُنّتی نمازیں مسجد خیف میں پڑھے حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص منیٰ میں سَو رکعت نماز پڑھے اتنی مدت میں کہ وہاں قیام کرے تو ثواب اُس کا ستر برس کی عبادت کے برابر ہے اور جو سَو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے تو خداوند عالم ایک بندہ آزاد کرنے کا ثواب اُس کے لئے لکھتا ہے اور جو سَو مرتبہ کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثواب اُس کا مردہ زندہ کرنے کے برابر ہے اور جو سَو مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو ثواب اُس کا خراج عراقین کے برابر راہِ خدا میں تصدق کرنے کا ہے۔

خاتمہ!

کلے اور جب باہر آنا چاہے سیڑھی کو بائیں ہاتھ میں
لے اور اُتر کر نزدیک کعبہ کے دو رکعت نماز پڑھے
آور واضح ہو کہ حاجیوں کے لئے نماز نافلہ سے بہتر یہ
ہے کہ بہت طواف کریں اور مؤمنین کی نیابت
سے طواف کرنا بہت ثواب ہے۔ آور جناب
رسول خداؐ اور جناب فاطمہ زہراؑ اور ائمہ اثنا عشر
علیہم السّلام کی نیابت سے طواف کرنا ثواب عظیم
ہے اور خبر صحیح میں ہے کہ حاجی کو مستحب ہے کہ مکّہ
میں تین سو ساٹھ طواف کرے بعدد ایام سال اور
اگر نہ ہوسکے تو تین سو ساٹھ شوط بجا لائے کہ اکاون
طواف اور تین شوط ہوئے۔ آخری تین شوط کے بعد
اور چار شوط بجالائے تاکہ طواف پورا ہو جائے۔ خلاصہ
اگر تین سو ساٹھ طواف نہ ہوسکیں تو باون طواف
بجالائے جس سے تین سو ساٹھ شوط ہی مقصود
ہیں چونکہ آخری تین شوط سے طواف ناقص رہجاتا ہے

اس لئے اُس ناقص طواف کو بھی پورا کرے اور سنّت
ہے کہ مکّہ معظمہ میں قرآن ختم کرے۔ حدیث میں وارد
ہے کہ جو شخص مکّہ میں قرآن ختم کرے تو جب تک جناب
رسولخداؐ کو اور بہشت میں اپنی جگہ کو نہ دیکھ لے دنیا
سے نہ جائے گا۔ آور سنّت ہے کہ مکّہ میں جائے
ولادت[۱] جناب رسول خداؐ سے مشرف ہو اور منزل
جناب خدیجہ کبریٰ میں جائے اور قبر جناب
ابو طالبؑ کی زیارت کرے اور سنّت ہے کہ اُس
غار[۲] میں جائے کہ جہاں اوائل بعثت میں جناب
رسولخداؐ نے عبادت کی تھی۔ اور اُس غار[۳] میں کہ
جو غار ثور میں ہے جہاں جناب رسولخداؐ پوشیدہ
ہوئے تھے۔ آور اگر مکّہ میں قیام کرے تو سنّت ہے کہ

(۱) دولتِ نجدیہ نے یہ مقامات بالکل منہدم کر دیئے ہیں۔ قبور کو بھی توڑ ڈالا جہاں یہ
قبریں ہیں یعنی جنت المعلیٰ اُسکا دروازہ بالکل بند ہے اب حاجی کو اُس کے قریب بھی جانے نہیں دیتے
بس تقریباً آدھے فرلانگ کے فاصلہ سے دیکھ لو ۱۲ (۲) جس کو غار حرا کہتے ہیں یہ غار جبل نور میں ہے
منیٰ کو جاتے وقت یہ پہاڑ بائیں طرف کو رہجاتا ہے۔ سورۂ اقرا اسی جگہ نازل ہوا ہے ۱۲ (۳) بوقت
ہجرت پوشیدہ ہوئے تھے۔ یہ مقام باب ابراہیم سے مسفلے ہوتے ہوئے قریب ڈیڑھ گھنٹے کا راستہ ہے ۱۲

عمرۂ مفردہ بجالائے اور دو عمروں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیئے اِس بارے میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت علماء کے نزدیک فاصلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ایک جماعت نے ایک ماہ کا فاصلہ لازم جانا ہے۔ بعضوں کے نزدیک ایک سال کا فاصلہ ضرور ہے۔ بعضوں نے دس روز کے فاصلہ کو کافی جانا ہے۔ ان میں سے اقوی قول اوّل ہے یعنے فاصلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں بغیر دس روز کے فاصلہ کے مکروہ ہے۔ اور احرام عمرۂ مفردہ اُس مقام سے باندھا جاتا ہے جو مکّہ سے زیادہ قریب ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں وہ مقام[1] مشہور ہے وہاں سے احرام عمرۂ مفردہ کے لئے باندھتے ہیں۔ پس احرام باندھنے کے بعد خانۂ کعبہ کا طواف اور نماز طواف اور سعی پھر تقصیر کرے۔ اب جو چیزیں حالتِ احرام میں حرام ہو جاتی ہیں وہ حلال ہو جا دینگی۔

[1] جس کو مسجد عمرہ کہتے ہیں۔

سوائے عورت کے اور طواف نساء کے بعد عورت بھی حلال ہو جاتی ہے۔ اور سنّت ہے جب مکّہ سے رخصت ہو کر نکلنا چاہے تو غسل کرے اور طواف وداع بجالائے اور ہر شوط میں ہاتھ یا بدن حجر اسود اور رُکن یمانی تک پہونچائے اور جب مستجار تک پہونچے تو سابق کی دعائیں پڑھے پس حجر اسود کے نزدیک آوے۔ اور شکم کو خانہ کعبہ سے ملے اور ایک ہاتھ کو حجر اسود پر رکھے اور دوسرے ہاتھ کو خانۂ کعبہ کیطرف کشادہ کرے اور حمد وثنائے الٰہی بجالائے۔ اور صلوات حضرت محمد وآل محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجے۔ اور سنّت ہے کہ باب حناطین سے باہر نکلے جو مقابل میں رُکن شامی کے ہے اور باب الوداع کے نام سے مشہور ہے اور چاہئے کہ ارادہ واپس آنے کا رکھتا ہو خداوند عالم سے پھر مشرّف ہونے کی توفیق طلب کرے اور باہر نکل کر ایک درہم کے خرمے لیکر فقرا کو بطور تصدّق تقسیم کرے

اس احتمال سے کہ شاید حالتِ احرام میں غفلت
سے کوئی امر محرّمات احرام سے صادر ہوا ہو مثل
جُون وغیرہ کے مارنے اور بال ٹوٹنے وغیرہ کے۔ اور سُنّت
مؤکّدہ ہے کہ مدینہ منوّرہ ہوتا ہوا مراجعت کرے واسطے
مشرف ہونے زیارت حضرت رسولخدؐا اور ائمّہ بقیع
علیہم السّلام کے۔ حدیث میں وارد ہے کہ بعد حج کے زیارت جناب
رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترک کرنا اُن جناب پر جفا ہے
وفّقنا اللہ وجمیع المومنین بزیارتہ بجاھہ و
آلہ الطّاہرین والحمد للہ اولاً واخراً فظاہراً
و باطناً تمت بالخیر والعافیہ بحمد اللہ والمنہ

اُمّید وار دعائے مغفرت

مترجم رسالہ ہذا اقل و خادم الحاج احقر الزمن مرزا علی حسن
بن المرحوم اخوند مرزا قاسم علی کشمیری غفر لہ اللہ لہما۔

اِصطلاحاتِ فقہ

احتیاط ــــ یعنی بَری الذمہ ہونے کی تدبیر۔
احوط ــــ یعنی معنائے مذکور کی تاکید
ارجح ــــ یعنی گمان زیادہ ہے۔
اولیٰ ــــ یعنی بہتر ہے۔
قوۃ سے خالی نہیں ہے۔ یعنی بنا بر فتویٰ کے اجازت ہے۔
مشہور ــــ یعنی علماء میں مشہور ہے۔
اشہر ــــ یعنی زیادہ مشہور ہے دلیل معلوم نہیں۔
ظاہر ــــ یعنی اخبار سے ظاہر ہے لیکن دلیل نہیں ہے۔
اظہر ــــ یعنی اخبار سے زیادہ ظاہر ہے مگر دوسری دلیل نہیں ہے۔
قوی ــــ یعنی ظاہر اخبار کے علاوہ دلیل بھی ہے۔
اقویٰ ــــ یعنی فتویٰ ہے دلیل کے ساتھ۔
یہ احتیاط ترک نہ ہو۔ یعنی مقصود تاکید ہے قریب بوجوب۔

ملحقات از جانب مترجم

مقامات ذیل مکّہ معظمہ اور اطراف مکّہ میں خاصکر قابلِ احترام ہیں۔

(۱) مولد النبیؐ جس جگہ حضرت سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت واقع ہوئی ہے۔ سوق اللّیل میں ایک متبرّک عمارت تھی۔ حجاج کرام زیارت سے مشرّف ہوتے تھے۔ اب وہاں حکومت حجازیہّ کی توجہ سے حرّاج بازار ہے۔

(۲) منزل جناب خدیجہ کبریٰ اُسی کے قریب ہے جہاں ولادت جناب فاطمہ زہراؑ کی واقع ہوئی ہے اور اسی جگہ جناب خدیجہ کبریٰ کی وفات بھی ہوئی ہے۔ یہاں ایک مسجد تھی جسمیں جناب رسولخداؐ نماز پڑھتے تھے۔ یہاں حاجی لوگ جاکر زیارت ودعا ومناجات پڑھا کرتے تھے۔ نجدیوں کے نزدیک یہ مقامات قابلِ احترام نہ تھے اسلئے منہدم کئے گئے۔ اب یہاں بازار لگایا جاتا ہے۔ اکثر تو حاجیوں کو حکومت کے دربان اُسطرف راہ چلنے سے بھی روکتے ہیں۔ اگر ممکن ہو تو ان مقامات پر جاکر افضل صلوات اور دیگر اذکار خیر پڑھ لیا کرے اور ظالموں کو اُن کے ظلم کے

موافق یاد کر لیا کرے۔ (۳) مکان سکونت حضرت ابوطالبؑ اور مکان سکونت حضرت فاطمہ زہراؑ بھی قابلِ زیارت ہے لیکن سب منہدم کئے گئے۔ (۴) مقبرہ کہنہ بہ اختلاف روایات حبیب ابن مظاہر کا سر یہاں دفن ہوا ہے۔ ہو سکے تو زیارت پڑھے (۵) جنّت المعلےٰ جہاں حضرت عبد المطلبؑ اور حضرت عبد منافؑ اور حضرت ابوطالبؑ کی قبریں ہیں اور جنابِ آمنہ والدۂ گرامی آں حضرتؐ کی اور جناب خدیجہ کبریٰ زوجہ محترمہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبریں بھی وہاں ہیں۔ قبروں کو حکومت نے منہدم کیا۔ دروازہ بند کر دیا۔ اب زوّار دُور سے کھڑے ہو کر زیارت پڑھتے ہیں۔ (۶) کوہ ابو قبیس جس پہاڑ پر جناب رسولخداؐ نے معجزہ شق القمر دکھلایا تھا وہاں پر ایک مسجد تھی۔ وہ بھی زمین کے برابر کر دی گئی۔ (۷) مسجد بلال اُسی کے قریب ایک مسجد ہے جس کا دروازہ مقفّل رہتا ہے۔ اور اُس کے اندر کبوتر رہتے ہیں۔ ایک مینارہ بھی شکستہ ہے۔ بعد فتح مکّہ کے جناب بلال نے یہاں اذان دی تھی۔ اس لئے اسے مسجد بلال کہتے ہیں۔ اگر جانا ممکن ہو تو ان مسجدوں میں

دو دو رکعت نماز پڑھ لیا کریں۔ (۸) مسجد ارقم جسے دار ارقم
اور دار خیزران بھی کہتے ہیں۔ مسجد بلال سے جانب مشرق، کوہِ صفا
پر ایک چار دیواری شکستہ حالت میں ہے یہاں بھی ایک
مسجد تھی قبل اسلام کے ظاہر ہونے کے جناب رسولخداؐ نے
اپنے تئیں وہاں مخفی کیا تھا۔ وہاں بھی نماز پڑھنا مناسب
ہے۔ مثل دیگر مقامات کے اس مسجد پر بھی ظلم ہوا۔ (۹) مسجد
جن شارع قشاشیہ اور محلّہ حجوں کے درمیان میں ایک
شکستہ مسجد ہے کہ یہاں جنوں نے جناب رسول خداؐ سے
قرآن مجید سُنا۔ اور اسلام قبول کیا۔ اِس لئے اسے مسجد
جِن کہتے ہیں۔ یہاں بھی نماز پڑھنا مناسب ہے۔
(۱۰) جبل ثور جہاں ایک غار ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید
میں بھی ہے۔ جناب رسولخداؐ مشرکین کے خوف سے بوقت
ہجرت مخفی ہوئے تھے۔ تقریباً (۶) میل مسافت ہوگی۔
چڑھائی اس کی بہت ہے لیکن فی الجملہ آسان ہے۔
(۱۱) جبل نور وہاں بھی ایک غار ہے جسے غارِ حرا کہتے ہیں

منیٰ کے راستہ میں ہے۔ اس کی چڑھائی کم ہے لیکن فی الجملہ
دشوار ہے۔ یہاں وحی اور نزول قرآن شروع ہوا۔ سورۂ اقرا
کی پہلی پانچ آیتیں یہاں نازل ہوئی ہیں۔ آنحضرت صلّی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اُسوقت یہاں عبادت کیا کرتے تھے۔ اگر ممکن
ہو تو ان مقامات سے بھی مشرّف ہو اور ہر جگہ دو دو رکعت
نماز پڑھے حکومت کیطرف سے اب تو اکثر ان مقامات پر بھی
پہرہ رہتا ہے۔ حاجیوں کو وہاں جانے بھی نہیں دیتے۔

مسجد الحرام کی مختصر کیفیت

ایک محترم و مقدّس عمارت بزرگ عظمت و شان کے ساتھ
چاروں طرف مسجد بیچ میں بہت بڑا صحن اور صحن کے بیچ
میں کعبہ شریفہ۔ طول و عرض میں اس مسجد کے تھوڑا فرق
ہے جو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کعبہ کے اطراف میں
سنگ مرمر کا فرش بیضوی شکل کا ہے۔ یہی مطاف
ہے۔ یعنی طواف کی جگہ مطاف کے گرد اور مسجد کے اندر

سیاہ پتھروں کا فرش ہے۔ پورے صحن میں نہیں ہے۔ بلکہ پتھروں کے آٹھ راستے مثل سڑکوں کے پُختہ بنے ہوئے ہیں جو صحن مسجد سے گذر کر مختلف دروازوں تک گئے ہیں۔ درمیان میں سڑکوں کے کنکریاں برابر بچھی ہوئی ہیں۔ مسجد الحرام اور اُس کا صحن خصوصًا مطاف بیرون مسجد کی زمین سے نیچے سطح میں واقع ہے۔ تقریبًا آٹھ فٹ کا فرق ہوگا۔ چاروں طرف کے دروازوں میں مسجد کے اندر آنے کے لئے زینے بنے ہوئے ہیں۔ کعبہ اُسی جگہ پر ہے کہ حضرت آدم اور حضرت ابراہیم کے زمانہ میں تھا۔ اتنا زمانہ گذر کر باہر کی زمین اونچی ہوگئی۔ خانۂ کعبہ کا دروازہ مطاف سے تقریبًا سات یا آٹھ فٹ بلند ہوگا۔ جب دروازہ کھلتا ہے تو سیڑھی لگائی جاتی ہے سیڑھی کے ذریعہ اندر جاتے ہیں۔

مقام ابراہیم ایک پتّھر ہے جو چاندی کے حلقہ میں ایک چھوٹے سے قبّہ کے اندر ہے۔ دروازہ قبہ کا بند رہتا ہے۔ پتّھر پر بھی غلاف رہتا ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم نے کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ اس پتھر میں آپکے قدموں کے نشان ہیں! باقی تکملہ میں

سال ۱۳۴۸ خورشیدی
بازبینی شد

فیہ الحج و العمرۃ للّٰہ

تکملۂ مناسک

ازجانب مترجم برائے تنبیہ حجّاج

جسکو جناب سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام ملاذ الانام مولانا المعتمد آقا السیّد محمد صاحب قبلہ مدظلّہٗ العالی خلف حضرت باقر العلوم طاب ثراہ نے ملاحظہ فرماکر حسب ذیل تصدیق سے مزیّن فرمایا۔

باسمہ سبحانہ

ہر عمل کے قبل اُسکے متعلق احکام و مسائل کا معلوم کرنا ضروری ہے خصوصًا حج کہ اگر وہ اسکی صحت میں ہو جائے اُس کا تدارک بھی جلد سہل نہیں اور جلد ممکن نہیں ہے خداوند عالم جزائے خیر عطا فرمائے صفوۃ العباد والموتمرین نخبۃ الحجاج والمعتمرین جناب الاخوند میرزا غلام حسن صاحب الکشمیری وفقہ اللّٰہ تعالیٰ لمرضیہ وجعل یومہ خیرًا من ماضیہ کو موصوف نے تنبیہ حجاج کیلئے یہ رسالہ تحریر فرمایا جسکی مراعات انشاءاللہ تعالیٰ موجب صحت اعمال و باعث اکتساب مثوبات برائے مؤلف ممدوح ہوگی انشاءاللہ تعالیٰ

نقل خاتم شریف

سیّد محمد عفی عنہ بقلمہ!

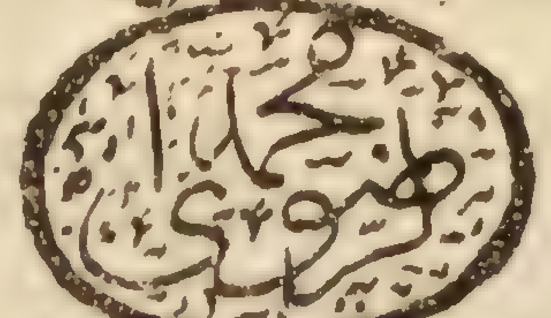

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی **امابعد** خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِیْھِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْہُ اللّٰہُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَاتَّقُوْنِ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ ہ یعنی حج کے تو خاص مہینہ[۲] ہیں جو سب کو معلوم ہیں۔ پس جو شخص ان مہینوں میں حج کو اپنے اوپر لازم کرلے (تو احرام کی حالت میں آخر حج تک) نہ تو شہوت کی کوئی بات کرے اور نہ گناہ کی۔ اور نیکی کا کوئی کام بھی کروگے تو وہ خدا کو اُسی وقت معلوم ہو جائے گا اور حج کے جانے سے پہلے زادراہ بہم پہونچالو کہ بہترین زادراہ پرہیزگاری ہے اور عقل والو اصل پرہیزگاری یہ ہے کہ ہم سے ڈرتے رہو۔ اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ کچھ امور حاجی کیلئے ایسے ضروری ہیں جن کی پابندی کرنا لازم وضرور ہے۔ جن کے بغیر زادراہ پورا نہیں ہوتا

[۱] جزو نمبر (۲) ع ۹ ۔ ۲ ۔ آیہ ۱۹۷ سورہ بقر ۱۲ [۲] شوال ذیقعدہ ذیحجہ یہ مہینے حج کے ہیں یعنی حاجی ان

اور حج بھی تمام نہیں ہوتا لہٰذا اس رسالہ میں اُن امور ضروری کو شامل کرکے **تکملۂ مناسک** کے نام سے موسوم کیا۔ تاکہ حجاج کرام ان چند سطور کیطرف متوجہ ہوکر حج کی تکمیل کریں وھو المستعان

پس واضح ہو کہ حج اسلام کا ایک فریضۂ مؤکدہ اور رُکن اعظم ہے جبکہ استطاعت رکھتا ہو۔ اور استطاعت میں دس شرطیں ہیں۔

(۱) زادراہ کا اپنی حیثیت کے مطابق پورا ہونا مال حلال سے۔

(۲) قرضداری سے بری ہونا اس شرط میں کچھ تفصیل ہے بروقت حاکم شرع کیطرف رجوع کرے۔

(۳) آمدورفت کی مدت تک اہل وعیال واجب النفقہ کا اپنی حیثیت کے موافق خرچ سے مطمئن ہونا۔

(۴) بعد واپسی کے سلسلۂ معیشت لازمی کا باقی رہنا ایسا نہ ہو کہ بالکل فقیر ہو جائے۔

(۵) اگر بغیر رفیق کے سفر کرنے میں عذر واقعی ہو تو رفیق کا ہونا جس حیثیت سے ممکن ہو اور کفایت کرے خواہ خصوصیت سے اپنے ہمراہ لے یا کوئی رفیق سفر ہمراہ ہو جائے جیسے بن پڑے علاوہ

۲۵ دنوں میں عمرۂ تمتع کر سکتا ہے ۱۲

اِس کے عورت کے لئے ضرور ہے کہ محرم ساتھ ہو۔ پردہ کا لحاظ ہر حال میں عورت کو مقدم ہے۔ خاصکر سفرِ حج میں۔

(۶) بالغ ہونا نابالغ پر حج واجب نہیں ہے۔

(۷) عاقل و باہوش ہونا بست و دیوانہ پر حج واجب نہیں ہے۔

(۸) آزاد ہونا غلام پر حج واجب نہیں ہے۔

(۹) صحیح و سالم ہونا زحمت سفر کے برداشت کرنے کی مزاج میں قوۃ ہونا۔

(۱۰) امنیت راہ ہونا۔ پس جب یہ سب شرائط پورے ہوں تو مستطیع ہے۔ بہر حال خداوند عالم عادل ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا اُس کا اعلان عام ہے کسی نفس کو اُس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے۔ جو حکم خدا نے اپنے بندوں پر واجب کیا ہے عین حکمت اور عدل و انصاف ہے اور جتنی تکلیف اُس معبود نے واجب کی ہے بندوں کی قوت اُس سے زیادہ ہے اور اُس کریم و رحیم نے جو کچھ واجب کیا ہے سب بندوں کی قوت کے اندر ہے۔ ہر شخص پس حج کو واجب نہیں کیا۔ اُسی پر واجب کیا ہے جس کو اُس مالک نے

ہر طرح سے اتنی قدرت دی ہے کہ وہاں پہونچے اور مناسک بجا لاسکے۔ اب بعد مستطیع ہونے کے عمدًا نہ جائے اور بجا نہ لائے تو ضرور گنہگار ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا اور اللہ کا حق ہے بندوں پر کہ اُس کے گھر کا حج کریں۔ وہ لوگ کہ استطاعت رکھتے ہوں وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ یعنی جس نے انکار کیا تو بیشک اللہ اہلِ عالم سے لاپرواہ ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ باوجود تمام شرائط پائے جانے کے حج کو ترک کرنا مثل کفر کے ہے اور اس وجوب حج میں بہت سی باریکیاں ہیں کہ جو بندوں کے اصلاح حال پر مبنی ہیں منجملہ اُن باریکیوں کے تکبر کو توڑنا ہے یہ تکبر ایسی خصلت بد ہے کہ جس کی وجہ سے شیطان راندۂ درگاہ ہوا۔ بنی آدم کمزور ہیں اکثر دنیا کے آرام میں رہکر خدا کو بھول جاتے ہیں۔ اور اس صفت شیطانی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے خداوند عالم نے غُربا پر حج واجب نہیں کیا بلکہ اغنیا پر واجب کیا اور وجوب میں بھی شرائط رکھے جب وہ سب شرطیں پائی جائیں تو پھر تارک

حج کی بہت مذمت ہے۔ پس یہ حج بنی آدم کے لئے دُنیا میں بہت بڑا امتحان ہے۔ چاہیئے کہ اس امتحان میں کامیاب ہونیکی کوشش کرے۔ ہر سفر میں زحمت ہے سب سے بڑھی ہوئی زحمت سفر حج میں ہے۔ اور اس زحمت سے ہر شخص کو کچھ نہ کچھ اثر ہوتا ہے تو غصہ بھی آہی جاتا ہے۔ لہٰذا تحمّل کرنے اور غصّہ کو روکنے کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ قرآن مجید میں موجود ہے حج میں اپنے تئیں سخت کلامی اور جھگڑے سے بچائے رکھیں۔ غصّہ میں زبان سے فحش یا ایسا کلمہ نہ نکل جائے کہ جو باعث برادر مؤمن کی دل آزاری کا ہو۔ اپنے نفس کا امتحان لیلے کہ آیا تحمّل رکھتا ہے یا نہیں ایسا نہ ہو کہ غصہ میں کسی کو گالی دے بیٹھے تو علاوہ اس کے کہ حرام ہے۔ ایک گوسفند کفّارہ دینا واجب ہو جاتا ہے۔ یا ہنسی مذاق میں جھوٹی قسم کھائے۔ جھوٹ بولے تو جب بھی ایک گوسفند کفارہ واجب ہے۔ یہانتک کہ اگر تین قسمیں سچی کھائے تو جب بھی ایک گوسفند واجب ہے۔ لہٰذا زبان کی حفاظت کرے۔ اگر

صعوبت سفر کا تحمّل نہ ہو تو اپنے آرام و راحت کے اسباب فراہم کرے۔ جس طرح ہو سکے اگر فی الجملہ آسائش چاہتا ہو تو ایسے رفیق کو ہمراہ لے جو وہاں کے حالات سے واقف ہو اور سلیم الطّبع ہو اور وہاں کی زبان بھی جانتا ہو۔ پس ناواقف حاجی کو چاہیئے کہ وہاں کے امور کا انتظام اُسی پر چھوڑ دے۔ اِسلئے کہ اگر بغیر سمجھے دخل دیگا تو زحمت میں پڑے گا سکونت کیلئے مکان کا تلاش کرنا یا مدینہ منورہ جانے کے واسطے چھوٹا موٹر اختیار کرنا یا لاری یا اونٹ جیسا موقع محل اور مناسب ہو تجربہ کار رفیق کی رائے پر چھوڑ دے۔ غرض یہ کہ یا اتنا دارا ہو کہ اس طریقہ سے خرچ کر سکے کہ کوئی سختی ناقابلِ برداشت پیش نہ آنے پائے اور یا ہر مصیبت و سختی پر تحمّل کر سکے تب جا کے سفر حج کرے اور اگر یہ دونوں باتیں ممکن نہ ہوں تو پہلے کوشش کرے کہ ان دونوں باتوں سے یک بات بھی حاصل ہو تو اُسوقت یہ سفر کرے۔ غرض خداوند عالم نے اپنی حکمت و مصلحت سے اپنے بندوں کو بعد شرائط معینہ پورے ہونے کے کوہستان میں ایسی جگہ بلایا

جو وادی غیر ذی زرع ہے یعنی جہاں زراعت نہیں ہوتی ہے اس حکم میں سب یکساں ہیں۔ شاہ ہو یا گدا اور ساتھ ہی اس کے حکم دیا کہ اپنی فیشن دار حالت بھی بدل ڈالو۔ اور معمولی سیا ہوا باس بھی اتار ڈالو اور ایک جامہ باندھو ایک اوڑھو جس کو احرام کہتے ہیں اور اس جامہ میں بھی امتیاز نہ رکھو۔ ایسا نہیں ہے کہ رؤسا ریشم اور اطلس وغیرہ کے جامے کا احرام باندھیں بلکہ امیر، غریب، شاہ، فقیر سب کے واسطے وہی کھدر ہے۔ اسی حالت میں حکم ہے کہ طواف کرو۔ اسی حالت میں سعی کرو۔ صفا و مروہ کے بازار میں سر و پا برہنہ لنگی باندھے ادھر سے ادھر دوڑتے پھرو۔ اب وہ شان کہاں رہی پھر اسی حالت میں حکم ہے کہ میدان عرفات میں حاضر ہو جاؤ جو مثل میدان محشر کے ہے۔ وہاں کفن پہنے ہوئے نمونہ قیامت کا دیکھو۔ وہاں کی نفسی نفسی سے قیامت کی نفسی نفسی یاد کرو۔ وہاں کی گرمی سے قیامت کی گرمی کو یاد کرو وہاں کی ہر سختی سے قیامت کی سختی کو یاد کرو۔ حالانکہ میدان عرفات کو میدان

محشر سے کیا نسبت۔ لیکن جسطرح سے آخرت کی چیزوں کو دنیا کی چیزوں سے مثال دیتے ہیں اسی طرح میدان محشر کا نمونہ عرفات میں دیکھ لے۔ غرض جو لوگ اپنے وطن میں عیش و آرام سے گذرتے تھے ہر طرح سے اُن کیلئے اسباب آرام فراہم تھے۔ غریبوں پر فخر کرتے تھے اس میدان عرفات و مشعر و منیٰ میں دیکھ لیں۔ جس قدر مال اپنے آرام و راحت کے لئے خرچ کرتے ہیں اُسی قدر زحمت میں پڑتے ہیں۔ وہ آرام و راحت جو گھر میں تھی کسی طرح سے نہیں پاتے یہاں امیر و غریب سب کی ایک حالت ہوتی ہے بلکہ غریب فی الجملہ لبشاش ہوتے ہیں۔ کیونکہ اُن کو زحمت اٹھانے کی عادت ہوتی ہے۔ گھر میں بھی وہ بیچارے زحمت اٹھایا کرتے ہیں۔ بلکہ بعضے گھر میں اسقدر زحمت اپنی ناداری اور مجبوری سے اُٹھاتے ہیں کہ اُن کو باوجود صعوبت کے بھی اس سفر میں آرام معلوم ہوتا ہے۔ اِس لئے یہاں کی زحمت اثر نہیں کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے وطن میں عیش

و آرام سے رہتے ہیں۔ اکثر یہاں بیمار ہو جاتے ہیں۔ ماسوا
اُن کے دوسرے لوگ کمتر بیمار ہوتے ہیں۔ وہ منظر حاجیوں
کا کہ امیر و غریب شاہ و گدا کا کوئی امتیاز نہیں۔ سب کے سب
ایک ہی صورت میں۔ اگر کسی کے ہمراہ غلام یا نوکر ہو اُس کی بھی وہی
حالت۔ نہیں معلوم ارباب کون ہے نوکر کون ہے۔ آقا کون
ہے اور غلام کون ہے۔ ؎

بندۂ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے!
اُس کی محفل میں جو پہونچے تو سبھی ایک ہوئے

یہ اتحاد ملّی سوائے حج کے اور کسی عمل میں نہ دیکھا۔ ایسی حالت
کے بعد جب اپنے وطن پہونچتے ہیں اور کچھ غور و فکر کرتے ہیں
تو اب عاجزی اور فروتنی اختیار کرنی پڑتی ہے۔ اِسی طرح
سے بہت سی مصلحتیں ہیں کہ جو بندوں کیلئے بہتر ہیں۔ لیکن
بندے نہیں جانتے ہیں اور خدا جانتا ہے۔ لہٰذا جو کچھ اس نے
فرض کیا ہے بے تامل بندوں کو بجالانا واجب ہے۔ پس
جب وجوب کے تمام شرائط پورے ہو جائیں تو لازم ہے کہ

پہلے ہی سال روانہ ہو بلکہ پہلے قافلہ میں روانہ ہو۔ پس اگر راہ
میں مر بھی جائے تو بَری الذمہ ہے۔ اور اس کے ورثا بھی بری الذمہ
ہیں اگرچہ ورثا کو سزاوار ہے کہ جس جگہ انتقال کیا ہے اُسی جگہ
سے نائب معین کریں۔ اور اگر دوسرے برس یا دوسرے قافلہ
کا انتظار کیا اور موقع سے روانہ ہوا اور حج کو تمام کیا تو جب بھی
بَری الذمہ ہے۔ لیکن اگر دوسرے قافلہ یا دوسرے برس کے
انتظار میں وہ استطاعت فوت ہو جائے یا اور کوئی عذر لاحق
ہو جائے تو مشغول الذمہ رہے گا۔ جب تک حج نہ کرے۔ پس
باوجود امکان کے آج کے کام کو کل پر چھوڑنا خلاف عقل ہے
ایسا نہ ہو کہ اس خیال میں کہ اس سال نہیں آئندہ پڑا رہے کہ
زندگی تمام ہو جائے اور پیش خدا مورد عقاب و عتاب ہو۔
حدیث میں وارد ہے مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْحَجُّ وَلَمْ يَحُجَّ
فَلْيَمُتْ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا یعنے جس پر حج واجب ہوا اور
بجا نہ لائے تو یہودی یا نصارا کے دین پر مرتا ہے پھر بھی غنیمت
ہے کہ میت کے ورثا کچھ توجہ کریں۔ اور اس کی طرف سے

نائب کر کے بھیجیں اور نائب بھی ایسا ہو کہ مسائل حج سے واقف ہو۔ اور اُس پر یقین ہو کہ مناسک حج بنہج شرعی بجالائے گا تو اُمید ہے کہ رحمت خدا شاملِ حال ہو۔ اور بعض مومنین ظاہر حدیث کو سُنکر مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں اور نفس مطلب کیطرف توجہ نہیں کرتے۔ مثلاً حضرتِ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے ثابت ہے کہ ایک زیارت امام حسین علیہ السلام کی نوے۹۰ حج کے برابر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ حضرات ائمہ علیہم السلام کعبۂ حقیقی ہیں۔ لیکن یہ مقصود اس سے نہیں نکل سکتا کہ فریضہ حج اُس سے ساقط ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ زیارت ہمارے آقایانِ محترم ائمہ علیہم السلام کی تجدید عہد و میثاق ہے جو بندوں کی گردن پر واجب ہے پس اُس عہد و میثاق میں اقرار ولایت و امامت و محبت حضرت محمدؐ و آل محمدؐ شامل ہے بلکہ مقدم ہے اور پیروی کرنا ان حضرات کی ولایت و محبت کا جزو اعظم ہے۔ پس حلال و حرام اور جمیع واجبات کا اقرار اور پابندی اس کے ضمن میں ہے۔ منجملہ اُن واجبات کے حجۃ الاسلام بھی ہے تو گویا امام کے سامنے اقرار کیا کہ

آپ کی پیروی فرض ہے اس کا ہم کو اقرار ہے اور ہم آپکے پیرو ہیں۔ آپ نے احکام الٰہی کو رواج دیا اس پر ہمارا ایمان ہے لیکن حدیث رسولؐ میں بیجا قیاس کر کے یہ مطلب نکال لیا کہ اب حج کی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ قیاس دین محمدیؐ میں عوام کو بالکل جائز نہیں ہے۔ پس جہاں اس قسم کی حدیث ہے اس سے یہی مطلب ہے کہ واجب ادا ہو چکا ہو یا واجب اُس کے ذمہ نہ ہوا ہو تو بیشک ایک زیارت لاکھ حج کے برابر ہو سکتی ہے۔ آداب زیارت سے واجبات کو ادا کرنا بہت ضرور ہے بغیر اس کے زیارت ناقص ہے۔ کیونکہ جب حرم اقدس میں امام حسین علیہ السلام کے زوّار جانا چاہتا ہے۔ تو درِ حرم پر کھڑا ہو کے یہی کہتا ہے۔ اَلْمُقِرُّ بِالرِّقِّ وَالتَّارِكُ لِلْخِلَافِ یعنی میں آپ کی غلامی کا اقرار کرتا ہوں اور آپکے خلاف امور کو چھوڑے ہوئے ہوں یہ کلام امام کے روبرو جھوٹ ہو گا کہ اگر غلامی کا دعویٰ ہے تو اطاعت کیوں نہیں کرتا اور یہ کہنا کہ آپ کے خلاف امور کو چھوڑے ہوئے ہوں کیسے سچ مانا جائے۔ حالانکہ

آخر وقت تک آپ مکہ معظمہ میں حج کے واسطے تشریف لے گئے اور ثابت کر دیا کہ یہ فریضہ ہر اُس شخص پر جو استطاعت رکھتا ہو واجب ہے۔ پھر باوجود امکان کے اس فریضہ کو ترک کیا اور پھر امام کے سامنے کہتا ہے کہ آپ کے خلاف امور کو چھوڑے ہوئے ہوں کیسے اس زیارت سے امام راضی ہوں کہ صریحی جھوٹ ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ سوائے اس کے نہیں ہے کہ خداوند عالم پرہیزگاروں ہی کے اعمال قبول کرتا ہے اور پرہیزگاری نہیں ہو سکتی مگر اُس کے حکم کی تعمیل سے پس جب اُس کے حکم کی تعمیل نہ ہوئی تو پرہیزگاری بھی نہ ہوئی اور جب پرہیزگاری نہ ہوئی تو عمل قبول نہ ہوا۔ اور جب عمل قبول نہ ہوا تو ثواب، کا استحقاق کیسے حاصل ہو۔ خلاصہ یہ کہ اُس زیارت کا ثواب حدیث کے موافق جب ہو سکتا ہے کہ جن کی زیارت کرے وہ راضی ہوں اور وہ راضی جب ہی ہوں گے کہ احکام شریعت کا ہر طرح سے پابند ہو۔

اسکے بعد معلوم ہو کہ مستطیع ہو کر تمام شرائط پورے ہونے کے بعد حج واجب ہے۔ لیکن حج کے صحیح ہونیکی شرطیں اس کے علاوہ ہیں۔ شرائط وجوب اختیار سے باہر ہیں۔ وہ تو جب خدا چاہے پورے ہوں۔ لیکن شرائط صحت حج ضرور اپنے اختیار میں ہیں۔ جب اُس مالک نے وجوب کی شرطیں بہم پہونچا دیں تو اب صحت کی شرطوں کا پورا کرنا اپنا کام ہے۔ اس لیے کہ صحت کی شرطیں اپنی غفلت سے مفقود ہیں اگر شرائط صحت کے پورا کرنے کے بغیر سفر حج کی زحمت اُٹھائے گا تو بری الذمہ نہ ہوگا۔ حج اُس کے ذمّہ باقی رہے گا اور صحت حج کی چار شرطیں ہیں۔

(۱) اسلام کہ کافر پر حج یا دیگر عبادات واجب ہیں لیکن بوجہ کفر صحیح نہیں ہیں۔

(۲) حقوق النّاس کا ادا کرنا اور خمس و زکوٰۃ اگر واجب ہو تو چاہیے کہ پہلے ادا کرے اگر اُسکے مال میں حقوق النّاس و حقوق سادات و سہم امام علیہ السلام ہوں اور اُسی مال سے جامۂ احرام لیکر باندھے گا تو غصبی ہے حج صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر ایسا مال کہ جس میں حقوق الناس وغیرہ مخلوط

ہوں خرچ کر کے حج کا سفر کرے تو گنہگار ہے۔ لیکن اگر جامۂ احرام مال حلال سے ہو اور طواف اور نماز طواف اور سعی بھی اُسی جامہ سے بجالائے اور قربانی بھی مال حلال سے خریدے تو حج صحیح ہے البتہ بری الذمہ ہونے کا تدارک اور گناہ سے توبہ کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ حج بھی قبول ہو گا۔ اب رہا قرضداری سے بری ہونا شرائط وجوب میں ذکر ہوا۔

(۳) یا خود مجتہد ہو یا اتنا علم رکھتا ہو کہ عمل احتیاط پر کر سکے نہیں تو مقلد ہو اور مسائل ضروری کہ حج میں جن کی ضرورت پڑتی ہے مجتہد کے فتویٰ کے مطابق جانتا ہو۔ اگرچہ بغیر تقلید کے کوئی عبادت صحیح نہیں ہے۔ لیکن حج کے واسطے اسلیئے زیادہ تاکید ہے کہ احرام باندھ لینے سے چوبیس امر حلال حرام ہو جاتے ہیں تو یہ بہت آسان ہے کہ احرام کی نیت کر کے اپنے اوپر حلال امور حرام کر لے۔ مثل مشہور ہے کہ بگاڑنا آسان ہے لیکن بنانا پھر مشکل ہے۔ اب وہ امور شارعؑ کی جانب سے جب ہی حلال ہونگے کہ مناسک حج بہنہج شرعی بجالائے لہٰذا حج کے مسائل ضروری حج

کے مجتہد حی اعلم وافقہ کے فتویٰ کے مطابق سمجھ لے۔

(۴) نہایت ضرور ہے کہ قرائت درست ہو۔ حروف اپنے اپنے مخرج سے نکلتے ہوں۔ اگر قرائت درست نہ ہو تو محنت و زحمت کر کے جہانتک ممکن ہو درست کر لے اور راہ میں بھی جہاز پر یا منزل پر جہاں موقع ملے مشق کرتا ہوا جائے۔ پھر بھی اگر قرائت میں شک و شبہ ہو تو بکمال احتیاط تلبیات اربعہ خود بھی پڑھے اور اس کے لیئے نائب بھی کرے۔ اور نماز طواف خاصکر نماز طواف نسا کیلیئے سب سے زیادہ احتیاط کرے خود بھی پڑھے اور نائب بھی کرے مناسک حج میں سوائے تلبیات اربعہ اور دو رکعت نماز طواف کے اور پڑھنا کچھ واجب نہیں ہے۔ جو کچھ پڑھنا ہے سنّت ہے اور واجب جو کچھ ہے طواف، سعی، وقوف وغیرہ ہے۔ اور جو کچھ واجب ہے بہت نازک ہے۔ اور طواف کی صحت کے لیئے مرد کیلیئے ختنہ بھی شرط ہے۔ بغیر ختنہ کیئے ہوئے طواف صحیح نہیں ہے اور بغیر طواف نسا کیئے عورت حلال نہیں ہے خواہ منکوحہ ہو یا متوعہ یا کنیز۔ بعد شرائط مذکورہ کے یہ چار شرطیں ایسی ہیں جنکے پورا ادا کا مل

ہونے سے حج قبول اور کامل ہوگا۔ پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرنا اور پھر قصداً گناہ نہ کرنا۔ دوسرے خدا اور رسول کے حقوق کا ادا کرنا۔ تیسرے حقوق الناس کا ادا کرنا اگر کسی نے کسی کی غیبت کی ہے یا کسی کو گالی دی ہے۔ یا کسی کا حق غصب کیا ہے تو چاہیئے کہ یا تو اُس کو عوض دے یا بحل کرائے اور کسی طرح سے راضی کرے اگر مرگئے ہوں تو اُن کے ورثہ سے مسامحہ کرے یا اُن کے واسطے کچھ خیر کرے۔ چوتھے بہت ضروری شرط اقرار ولایت ومحبت حضرت محمدؐ وآل محمدؐ علیہم السلام ہے بلکہ ان حضرات کی ولایت و محبّت کے بغیر ہر عمل بیکار ہے۔ حضرات اہل سنّت کے ائمہ اربعہ سے امام شافعی کا کلام ہے۔ ؎[1]

یَا اٰلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ ؛ فَرْضٌ مِّنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَہٗ
یَکْفِیْکُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْفَخْرِ اَنَّکُمْ ؛ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَاصَلٰوۃَ لَہٗ

یعنی اے اہلِ بیت رسول آپکی محبّت خداوند عالم کی جانب سے اُس قرآن میں واجب ہے جسے اُس مالک نے نازل فرمایا ہے۔ آپ کو بڑا فخر کرنیکے لئے یہی کافی ہے کہ نماز میں جو شخص آپ پر صلوٰۃ نہ بھیجے اُس کی نماز ہی نہیں۔

[1] منقول از نورالابصار مصنفہ علامہ شبلنجی مومن مطبوعہ مصر ۱۳۵۲ھ صفحہ (۱۱۵) ۱۲ منہ

اب رہا دنیاوی ضروریات کے واسطے اس سفر میں کیا کرنا چاہیئے بعد امور مذکورہ کے اس پر توجہ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ دنیا میں خداوند عالم نے بندوں کو امتحان کے لئے بھیجا ہے۔ سفر حج بڑا امتحان ہے۔ جب تک ضروریات اس کے پورے نہ ہوں اس امتحان میں داخل نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن جب ضروریات پورے ہو جائیں تو اب غفلت نہ کرنا چاہیئے۔ یہ سفر ماہواری امتحان نہیں ہے سالانہ امتحان نہیں بلکہ زندگی بھر کا امتحان ہے۔ اگر اس امتحان میں کامیابی کی سند مل گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ تمام عمر کے اعمال قبول ہیں۔ ورنہ امتحان ذمّہ باقی رہے گا۔ اسواسطے یہ سفر آخرت کے سفر سے فی الجملہ مشابہ ہے۔ کیونکہ اسباب سفر کا مہیّا کرنا مثل بیماری کے ہے اور قافلہ کے ہمراہ روانگی کے لئے جمع ہونا مثل سکرات کے ہے۔ اور روانہ ہونا مثل موت کے ہے اور حجاز کی عملداری میں داخل ہونا مثل قبر میں داخل ہونے کے ہے۔ قبر میں نکیرین

سوال کرتے ہیں مَنْ رَبُّکَ حجاز میں داخل ہونے ہی کارکنانِ حکومت پوچھتے ہیں۔ مَنْ مُعَلِّمُکَ وہاں نامۂ اعمال ہے تو یہاں بلا تشبیہ ٹکٹ اور پاسپورٹ طلب کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد مثل عالم برزخ کے ہے جسطرح سے وہاں قیامت باقی رہتی ہے اسیطرح سے یہاں فکر رہتی ہے کہ دیکھئے میدان عرفات میں کیا پیش آتا ہے۔ پس حاجیوں کا میدانِ عرفات میں احرام باندھے ہوئے جمع ہونا اور وہاں نفسی نفسی کا عالم پیش ہونا نمونۂ محشر ہے مشعر و منیٰ بھی اسی نمونہ کے مثل ہے عرفات کے منظر سے جہاں خداوند عالم کے اور مصالح ہیں وہاں یہ بھی ایک مصلحت ہے۔ کہ اُس کے بندے قیامت سے غافل نہ ہوجائیں منیٰ سے بعد ایام تشریق کے مکہ آکر امتحان تمام ہوجاتا ہے۔ اب گویا اپنی حالتِ سابقہ کے طرف انسان عود کرتا ہے۔ اب سزاوار یہ ہے کہ مسجد الحرام میں آکر مستحبی طواف کرے نمازیں پڑھے جب تک مکہ معظمہ میں رہنا ہو غنیمت سمجھے عمرے بجا لائے۔ دعا کرے کہ خدائے پاک اس امتحان کا نتیجہ اچھا دکھائے۔ لیکن

حاجی کو بعد حج کے بس یہی فکر رہتی ہے کہ پہلے میں ہی چلا جاؤں۔ اور اس لئے بہت پریشان ہوتا ہے اور جس قدر روانگی کے لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے اُسی قدر زیادہ زحمت میں پڑتا ہے۔ غرض یہ کہ اگر حاجی جفاکش محنتی ہے اور ہر سختی پر تحمل کرنیکی عادت ہے اور مزاج بھی مستقل ہے۔ تو اُس کو یہی مناسب ہے کہ بہت مختصر بستر اور ضروری سامان لیکر قافلہ کے ہمراہ روانہ ہوجائے اور اپنی ہی جماعت کے ساتھ رہے خواہ کھانے پینے کا انتظام علیحدہ رکھے اس سے بہت سی مشکلیں آسان ہوجاتی ہیں۔ اور اس زمانہ میں حکومت حجازیہ نے حاجیوں کے امور کی تمام ذمہ داریاں مطوّف پر چھوڑ دی ہیں۔ لامحالہ اُس کو حاجی کے سفر کے متعلق تمام امور کا انتظام بہ احسن وجوہ کرنا پڑتا ہے۔ صرف حاجیوں کو پیسہ خرچ کرنیکی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر مطوّف عموماً سب کے لئے انتظام کرتا ہے اگرچہ کارندے اُس کے متعدد ہوتے ہیں۔ پھر بھی کثرت اژدہام سے فرداً فرداً ہر ایک کی خبر لینا دقت سے خالی نہیں ہے اسلئے اگر کوئی رفیق تجربہ کار ہمراہ ہو تو ناتجربہ کاری کے نقصان

اور زحمت سے محفوظ رہتا ہے۔ اور جو لوگ زحمت سفر اُٹھانیکی
قوت نہ رکھتے ہوں یا عورتیں اور بچے جن کے ہمراہ ہوں اُن کو
ضرور ہے کہ اپنے ہمراہ ایسا رفیق اختیار کریں جو وہاں کے حالات
سے واقف ہو اور وہ رفیق بھی سلیم الطّبع ہو۔ لیکن جو عورتوں کو
ہمراہ لے تو یہ سمجھ لے کہ اُن کے حج کی صحت اُس کے ذمہ ہے اگر
عورتیں مسائل حج سے واقف ہوں قرائت اُن کی درست ہو
ایسی کہ مناسک حج بنہج شرعی بجالا سکتی ہوں اور شرائط وجوب
حج پورے ہوں تو ضرور ہے کہ فریضہ اپنا ادا کریں۔ لیکن عورتوں
کے واسطے پردے کی سخت ضرورت ہے۔ محرم کا ساتھ ہونا اور
پردہ کا انتظام ممکن ہونا بھی عورتوں کے لئے شرائط وجوب میں
ہے۔ غرض اس سفر میں ہزار بھی آرام وراحت کے اسباب
فراہم کئے جائیں وہ گھر کا سا آرام ممکن نہیں ہے۔ ہاں تدبیر سے
تخفیف زحمت ہو جاتی ہے۔ پس بہت ضروری امر حاجی کیلئے
یہ ہے کہ کسی امر میں گھبرا نہ جائے۔ اکثر جلدی کرنے سے پریشان
ہوتا ہے۔ اور نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ حج سے فارغ ہونیکے

بعد ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ پہلے میں ہی چلا جاؤں۔ غور کرنا چاہئے
کہ جہاں پانچ یا چھ مہینہ تک تھوڑے تھوڑے لوگ جمع ہوں ایک
یا دو دن میں سب کیونکر جا سکتے ہیں۔ یہ غیر ممکن ہے مراجعت
کے لئے جس قدر تعجیل کرے گا اُسی قدر زحمت میں پڑے گا۔ بلکہ
بہتر یہ ہے کہ بعد فراغت حج کے لاری یا اونٹ وغیرہ کا انتظام جو کچھ
کرنا ہو اُس کا کرایہ مع رسومات کے معلّم کے حوالہ کر دے اور نام اپنا
لکھوا لے اور جتنے دن گذریں غنیمت سمجھے۔ اور عبادت کرتا رہے
جب سواری حاضر ہو رخصت ہو جائے اسی میں عافیت ہے جو
شخص قواعد مذکورہ کے موافق حج کا سفر کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ
حج اُس کا مقبول ہو گا اور نیز بڑی بڑی زحمتوں سے محفوظ رہیگا
اب رہا سفر حج کے متعلق دیگر ہدایات بھی ضروری ہیں لیکن اُن امور
میں ہر سال تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اس رسالہ میں ایسے امور کا ذکر ہے
جو اغلب ہے کہ ہمیشہ بکار آمد ہونگے۔ باقی ضروریات کے لئے
ہر سال اُردو کتابیں بکثرت چھپتی رہتی ہیں۔ بلکہ جہاز کے ٹکٹ
کے ساتھ وہ کتاب مُفت ملتی ہے۔ وہی کافی ہے۔ البتہ مصارف

سفر کے بارے میں جو حاجی اُس کتاب کے ظاہر مضمون کیمطابق انتظام کر کے گھر سے نکلتا ہے تو سفر میں ایسے ایسے اتفاق پیش آتے ہیں کہ اُس کتاب میں جس کا ذکر بھی نہیں ہوتا ہے۔ پھر حاجی کے پاس خرچ کی تنگی ہو جاتی ہے لہٰذا پیسہ کا انتظام جہانتک ہو سکے زیادہ کرنا چاہئے +

مطوّفین کے بارےمیں قابلِ غور اُمور!

مطوّف یعنے طواف کرانے والا جس کو معلّم بھی کہتے ہیں یعنے مناسک حج کی تعلیم دینے والا۔ اصل میں مطوّف کا کام یہی ہے کہ حاجی کو مناسک حج کی تعلیم دے۔ اور طواف وسعی وغیرہ کا طریقہ بتلائے۔ لیکن اس زمانہ میں حکومت نے حاجی کی تمام ذمّہ داریاں مطوّف پر چھوڑ دی ہیں۔ اسی واسطے حاجی وقت ورود کسی مطوّف ہی کے سپرد کیا جاتا ہے اور مطوّف کا انتخاب بھی حکومت ہی کی طرف سے ہے۔ اگر کوئی حاجی موقع سوال پر مطوّف کا نام بھول جائے یا سُنی حاجی غلطی سے شیعہ مطوّف کے نام پر وارد

شیعہ حاجی غلطی سے سُنّی مطوّف کے نام پر وارد ہو تو اُس کو فلت کہتے ہیں اور فلت حاجی کے لئے مطوّفین معیّن ہوتے ہیں۔ اگر فلت حاجی سُنّی ہے تو اُس کو حکومت کیطرف سے سُنّی مطوّف کے نام کر دیتے ہیں۔ جو مطوّف اُس کے علاقہ کے لئے معیّن ہو اور اگر شیعہ ہے تو اُس کو شیخ مہدی مغازل کے نام پر وارد کر دیتے ہیں۔ اثنار سفر میں کبھی جدّہ پہونچنے کے قبل بعض ناواقف حاجی کسی کے بہکانے میں بھی آجاتے ہیں۔ کہ جہاز میں شیعہ حاجیوں کو بہت زحمت ہوتی ہے۔ تو سُنی مطوّف کے نمائندوں کے ساتھ جن کو صبی کہتے ہیں اُنہیں کے نام پر وارد ہوتے ہیں اگر ظاہر ہو جائے تو شیعہ مطوّف حکومت کیطرف سے کارروائی کر کے اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔ لیکن زحمت سے خالی نہیں ہے۔ اسلئے خوب واضح رہے کہ اس زمانہ میں حاجیوں کے واسطے کوئی پابندی نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ رسوم معیّنہ ادا کردیں وہ بھی سب کے لئے برابر خواہ حاجی شیعہ ہو یا سنی حاجیوں کے لئے خاصکر مذہبی آزادی ہے۔ لہٰذا اوّل تو حاجی کو چاہئے کہ

حتی الامکان اپنے قافلہ کے ساتھ روانہ ہو علاوہ اس کے معلم کو پہلے سے معین کر لینا چاہیئے۔ پھر بھی اگر اتفاقاً مطوّف کا نام یاد نہ رہے تو موقع سؤال پر بے تامل کہدے کہ ہم جعفری ہیں حکومت کیطرف سے فوراً شیخ مہدی مغازل کے وکیل کے سپرد حاجی کو کر دینگے۔ لبعد اس کے معلوم ہو کہ شیعوں کے لئے حسب ذیل سات مطوّفین معین ہیں۔

شیخ محمد علی غنام — شیخ مہدی مغازل — سید محمد علی صحرہ

سید ہاشم صحرہ — شیخ حسن حمزہ — شیخ حسن جمال

محمد علی بن محمود امان

ان میں شیخ مہدی مغازل کے نام شیعہ فلت حاجی بھی بھیجا جاتا ہے اور آخر الذکر یعنے محمد علی بن محمود امان ایک یتیم بچہ ہے گذشتہ سال ماہ رجب ۱۳۵۷ھ میں محمود امان کا انتقال ہو گیا۔ اب مطوفی مرحوم کے فرزند کے نام زد ہے۔ جن کے متوّلی ارکان حج کی ادائی کیلئے شیخ مہدی مغازل ہیں۔ اور دیگر امور متعلقہ کے لئے متولی و سرپرست عالی جناب عبد اللہ سلیمان

عباس ہیں۔ موصوف رؤسا مکہ سے وزارت مالیہ میں امین صندوق ہیں۔ اور مطوّف مذکور کے اقارب میں سے ہیں۔ حجّاج کو مطوّف سے جن امور کی شکایت رہتی ہے امید ہے کہ بحیثیت ایک معزز ہستی اور صاحب اخلاق حمیدہ ہونے کے موصوف سے وہ شکایت نہ رہے اور موصوف کے ذریعہ سے جملہ امور بہ آسانی انجام پا جایا کریں ابھی پہلا سال ہے آئندہ حجّاج خود سمجھ لیں گے۔ ماسوا اللہ کے حجاج کرام مطوّف کے اختیار کرنے میں اُن احباب سے مشورہ لیا کریں جو مشرف ہو کر آئے ہیں آخر میں :-

گذارش

خاص مدینہ منورہ میں مستحقین مومنین غیر سادات تقریباً اڑھائی ہزار ہونگے۔ اور سادات و اشراف اطراف مدینہ میں اور داخل شہر تقریباً اڑھائی سو ہونگے۔ حجّاج کرام ضرور وہاں کچھ نہ کچھ خیرات کرتے ہیں لیکن زیادہ قیام نہ ہونے سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہاں کیا کرنا چاہیئے اور مستحق کون ہے محلہ نخاولہ حوش صعیدیہ میں ایک مکان وقف حسین بن علی المشہور ہے زحمت فرما کر وہاں جا کر ضرور حالات دریافت فرمالیا کریں۔ اس مختصر میں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے فقط

اقل الحاج والزوار مرزا علی حسن کشمیری عفی عنہ! ۲۷ ماہ رجب المرجب ۱۳۵۸ھ

تتمہ ملحقات

مسجد الحرام وسعت کے اندازسے طول میں (۸۰۰) ہاتھ اور عرض میں (۶۰۰) ہاتھ ہوگی۔ اور مسجد کے اندر ستون چاروں طرف (۵۵۰) عدد یا کچھ زیادہ ہوں گے۔

(ارکان) کعبہ کے چاروں گوشوں کو کہتے ہیں پہلا رکن حجرِ اسود ہے جہاں سے طواف شروع کرتے ہیں۔

عالمِ ارواح میں جو کچھ روحوں سے اقرار لیا گیا اسی پتھر میں ودیعت رکھا حجرِ اسود کو بوسہ دینا گویا تجدید عہد کرنا اور بارگاہ خداوند عالم سے اس عہد پر باقی رہنے کی توفیق چاہنا ہے۔

دیوار کعبہ میں یہ پتھر نصب ہے ایک گوشہ اُس کا تین سیاہ کنکریوں کی طرح نظر آتا ہے۔ چاندی کے حلقہ کی وجہ سے یہ کنکریاں اندر کو معلوم ہوتی ہیں۔ اُس کے گرداگرد لاکھ بھر دادی گئی ہے۔ اِس پتھر کو حضرت آدم جنت سے لیکر آئے تھے۔ اُسوقت یہ سفید تھا۔ گناہگاروں اور شیاطین کے مس کرنے سے سیاہ ہوگیا۔

ملتزم:۔ حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیانی حصہ کو کہتے ہیں حجاج اس مقام پر دعایں التزام واہتمام کرتے ہیں کیونکہ یہ بھی مقام استجابت دعا ہے۔

(دوسرا رکن) رکن عراقی ہے جو عراق کی محاذ پر واقع ہے درمیان باب کعبہ اور رکن عراقی کے ایک مختصر گہرائی مثل حوض کے ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم تعمیر کے وقت گارا بناتے تھے اس کو معجن کہتے ہیں۔

(میزاب رحمت) کعبہ شریفہ کی چھت پر حجر اسماعیل کی جانب سونے کا پرنالہ ہے اسی کو ناودان طلائی کہتے ہیں۔ اس کے نیچے بالخصوص مقام استجابت دعا ہے اسی کے نیچے کھلا ہوا میدان حجر اسماعیل ہے جہاں مادرِ جناب اسماعیل اور دیگر انبیاؑ مدفون ہیں۔ اس کے ساتھ جو جگہ نیم دائرے کی صورت میں ہے اُس کو حطیم کہتے ہیں حطیم کے تین طرف سنگ مرمر کی ایک چوڑی دیوار ہے جسے طواف کی حد میں لیتے ہیں۔ مطاف میں سنگ مرمر کا فرش بیضوی شکل سے ہے

تیسرا رکن:۔ رکن شامی ہے جو شام کی محاذ پر واقع ہے۔

چوتھا رکن :۔ رُکن یمانی ہے جو یمن کی محاذ پر واقع ہے اور حجر اسود ہندوستان کے محاذ پر ہے۔

(رُکن ومقام) خاص اصطلاح ہے اس سے مراد ہے رُکن یمانی اور مقام ابراہیم۔ ان دونوں مقاموں کے درمیان میں اکثر انبیا مدفون ہیں۔ اس لیے خاصکر رُکن یمانی کو بوسہ دیتے ہیں۔ اور علاوہ بریں اس کے قریب ہیں مستجار ہے۔ (شاذروان) خانہ کعبہ کے گرد پشتہ ہے بنابر مشہور حد کعبہ ہے۔ اسلئے اثنائے طواف میں اس کی فضا میں کوئی عضو رکھنا منع ہے۔

(مقام ابراہیم ؑ) درِ کعبہ کے سامنے ہے جس کا ذکر ملحقات میں ہو چکا طواف کی حد یہانتک ہے۔ خداوند عالم نے اس مقام کو اپنے بندوں کے لئے مصلا مخصوص کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى یعنی مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ۔ لہٰذا ہمارا مصلےّ یہی مصلاّئے ابراہیم ہے۔

(بیرِ زمزم) ملتزم کے سامنے ایک حجرہ میں کنواں ہے اور کنویں کے چار طرف چرخیاں لگی ہوئی ہیں۔ باہر اُس کے سبیل ہے کنویں کی

چھت پر مصلاّئے شافعی ہے۔ اُس کے اوپر ایک قبہ ہے اُسے قبۂ زمزم کہتے ہیں۔ زمزم کا پانی کسی قدر شور ہے لیکن نہایت لذیذ ہے ایسا کہ بعض حجاج مدت قیام مکہ میں یہی پانی پیتے ہیں۔ (وجہ تسمیہ زمزم) جب جناب ہاجرہ مسجد الحرام میں تشریف لائیں تو اپنے فرزند اسماعیل کو اس مقام پر لٹا کر پانی تلاش کرنے گئیں کیونکہ وہ پیاسے تھے پانی کہیں نہ ملا واپس آئیں دیکھا کہ جناب اسماعیل زمین پر اپنی ایڑی رگڑ رہے ہیں۔ یا بروایتے ایڑی سے زمین کو دبائے ہوئے ہیں جناب ہاجرہ نے اپنے فرزند کو اُٹھا لیا دیکھا کہ اُنکی ایڑی کے نیچے سے چشمہ جاری ہوا جناب ہاجرہ نے مشکیزہ پانی سے بھر لیا لیکن چشمہ مسلسل جاری رہا جناب ہاجرہ نے ایک چھوٹا سا حوض اُسکے گرد بنا دیا تاکہ بہنے نہ پائے لیکن بند نہ ہوا۔ آخر جناب ہاجرہ نے فرمایا زم زم یعنے رُکجا رُکجا تو وہ پانی رُک گیا۔ لکھا ہے کہ اگر جناب ہاجرہ یہ نہ کہتیں تو وہ پانی بند نہ ہوتا یہانتک کہ ایک دریا ہو جاتا پس جناب ابراہیم نے اس مقام پر کنواں کھودا یہ وہی کنواں ہے اسلئے اسکو زمزم کہتے ہیں۔

(باب بنی شیبہ) ایک سفید دیوار میں جو قبۂ زمزم سے متصل ہے در کشادہ مثل پھاٹک کے ہے یہی دروازہ مسجد الحرام کا قدیم سے ہے ادھر ہیں سے وہ حد ہے کہ جہاں قصر و اتمام کا اختیار ہونے میں شک نہیں ہے باقی میں احتیاط بہتر ہے اگرچہ اب تمام احاطہ مسجد الحرام کے نام سے مشہور ہے۔ بحمد اللہ والمنہ وصلی اللہ علیٰ محمد و آلہ۔ (انتہیٰ)

بغور ملاحظہ فرمائیں!

اماکن مکرمہ۔ میں ملائکہ رحمت اور ارواح طیّبہ کا اجتماع مسلّم ہے۔ اسلئے حجّاج وزائرین کیلئے کچھ آداب ہیں۔ ازانجملہ ظاہری اور باطنی بَد بُو سے محفوظ رہنا اور خوشبو سے معطّر رہنا۔ جو مومنین صدق دل سے سفر حج وزیارت کی زحمت شاقہ کو گوارہ کرتے ہیں۔ وہ ضرور گناہوں کی بَد بُو سے محفوظ رہتے ہیں تاکہ ارواح طیّبہ متاذّی نہ ہوں اور زحمت سفر ضائع نہ ہو یہ ہے باطنی بَد بُو اور وہ مومنین نیک عمل کی خوشبو سے معطر رہتے ہیں۔ تاکہ ارواح طیبہ محظوظ ہوں۔ اور دعائے خیر کریں یہ ہے باطنی خوشبو۔ اس کے بعد وہ مومنین ظاہری بَد بُو سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔ اور ظاہری خوشبو عطر وغیرہ بھی اپنے ہمراہ رکھتے ہیں۔ بلکہ حرم محترم کیلئے ہمراہ لیجاتے ہیں خاصکر حرم اقدس حضرت ختمی مرتبت علیہ وآلہ السّلام کیلئے کیونکہ آنحضرتؐ کو عطر زیادہ مرغوب تھا۔ لہٰذا ہمارے یہاں ہر قسم کا عطر نہایت عمدہ بازار کے بھاؤ سے ملسکتا ہے زیادہ تعریف بیکار ہے تجربہ شرط ہے۔

ملا سراج علی جوہری بلڈنگ ڈونگری بازار سنڈرسٹ روڈ بمبئی ۹

صحت نامۂ رسالہ تکملۂ مناسک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۰	کیہ	نخبۃ	۱۴	۴	سُا	سا
〃	۱۴	لریف	شریف	〃	۶	اَلْمُتَّقِینَ	اَلْمُتَّقِیْنَ
۴	۹	الأ	اِلاَّ	〃	۱۴	ے	سے
۵	۶	بِعِہ	بِہٖ	۱۵	۷	بغیرر	بغیر
۶	۱۱	اس	اس کے	۱۶	۱۵	حج کے	حج کے قبل
۷	۶	ہبجھے	سمجھے	۱۸	۱۲	اَنکُمْ	اَنَّکُمْ
〃	۱۳	ہے	سے	۲۰	۲	چھے	چھتے
۱۰	۲	اُس	اُن	〃	〃	یہا	یھا
۱۱	۱۵	اس	اُس	〃	۵	ویہاں	یہاں
۱۲	۲	لارنے	لائے	۲۲	۴	سنیم	سلیم
۱۳	۶	س	اُس	〃	۷	ہتیج	ہنیج
〃	۱۱	لِلُخلَاَ	لِلتَّخِلاَ	۲۴	۱۵	غطلی	غلطی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵	۱	مطوت	مطوّق
۲۶	۵	گہ	کہ
۲۷	۳	معزز ہستی	معتزز ہستی
"	۴	لق	ق
۲۹	۶	بہا	بنا
"	۹	اسی ہ کو نادان	اسی کو نادان
۳۰	۱۱	مخصر	مخصو
"	"	تتّخذ	تتّخذ
۳۱	۱۲	الہ	آلہ
"	۱۵	سقد	سند

رسالہ مفید الحاج اور تکملۃ المناسک
کی صحت میں حتی الامکان کوشش
کی گئی۔ لیکن پھر بھی کچھ غلطیاں
باقی رہگئیں۔ لہٰذا حضرات حجاج کرام
قبل مطالعہ کے صحت فرمالیں اور
ترجمہ میں بھی نہایت احتیاط کی
گئی ہے۔ لیکن پھر بھی اگر کسی جگہ
کچھ فرق معلوم ہو یا تکملہ کے مطالب
میں کسی قسم کی غلطی ہو تو براہ کرم
نظر انداز کر کے مطلع فرمادیں۔

فقط بندۂ بے بضاعت
خدام الحاج والزوار
مرزا علی حسن۔ مقیم بمبئی۔
پوسٹ ۳
بھنڈی بازار یعقوب اسٹریٹ آدم منزل

چوتھا
ہندوس
رکن و
اور مقام
ہیں۔ ۱۳
اس کے
بنا بر مشہ
کوئی عف
ومقام
طواف
ہندوں
مِن مَقَ
بناؤ۔ لہ
دبر زم
چار طرد

صحت نامہ رسالہ مفید الحاج

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۷	اقآ+	اقاا	۱۱	۱۲	لَبَّیْک	لَبَّیْکَ
۸	۹	قیبہٖ	فِیْہِ	〃	〃	اَوُ	اَوْ
〃	۱۲	وِحرُ	وَحرُ	۳۹	۱۳	چھو	چھوڑ
۹	۸	بوعدِکَ	بِوَعْدِکَ	۴۱	۸	فِجّ	فَجّ
〃	〃	وَاتّبِعَ	وَاتَّبِعَ	〃	۱۱	بۃٌ	بٰنۃٌ
〃	۹	الآَ	اِلاَّ	۴۳	۳	سُمَاُ	سُمّاً
〃	۱۲	اَلِہٖ	اٰلِہٖ	۴۴	۱۲	تَتَبَتِی	قَبَّتِی
〃	۱۳	عَنہُ	عَنْہُ	۴۵	۱۲	لِی	اِلٰی
〃	〃	وَجعَلنِی	وَاجْعَلْنِی	۶۲	۱۳	کوکی	کوئی
〃	〃	تَسلِّمَ	تَسْلِمَ	۶۹	۴	غذا	عمّذا
〃	۱۵	شِقۃٍ	شِقَّۃٍ	۷۰	۵	یُوُمِ	یَوْمِ
۱۰	۴	عَلَیمِہٖ	عَلَیْہِ	۷۳	۱۵	میں	کی
〃	〃	فَانُ	وَاِنْ	۷۵	۴	غَیبُکَ	غَیْرُکَ

۱۰۶	۱	دَاد	وَادْ
″	۷	دَالِ	وَالِ
″	۱۵	اَجلیُ	اَجلیٰ
۱۰۷	۴	عَلَیْد	عَلَیْہِ
۱۰۸	۴	بہ	بہ
۱۰۹	۳	آیتیں	آیتیں
۱۱۰	۱۱	نِک	نَکَ
۱۱۲	۵	اَعطٰی	اَعْطٰی
″	۱۳	اَقْلِبْنِیْ	اَقْلِبْنِیْ
″	۱۵	دُجعلنی	وَاجْعَلْنِی
۱۱۴	۵	واحب	واجب
۱۱۶	۱۲	رای	اری
۱۱۸	۱۳	فی	فِیْ
۱۱۹	۱	قَف	قِف
۱۲۰	۴	اَن	اَنْ
۱۲۱	۴	قبتنی	قبتنی
۱۲۱	۱۱	تقلبنی	تقلبنی
۱۲۴	۳۰	لے	لے
۱۲۶	۱	نقا	یقا
۱۲۹	۹	ہدّیہ	ہدیّہ
۱۳۲	۵	مِنک	مِنْکَ
″	۷	اَللّٰھُمّ	اَللّٰھُمّ
۱۳۹	۱۲	والبلد	وَالْبَلَدُ
۱۴۹	۱۱	خم	خسم
تکملہ ۱	۱۰	کیدۃ	نخبۃ

قبل مطالعہ کے اغلاط
مرقومہ کو درست فرمالیں
اور
خاتمہ کتاب کے آخر میں اگر مترجم
کی مہر نہ ہو تو مال مسروقہ
ہے۔

سال ۱۳۲۸ خورشیدی
بازبینی شد [illegible]